نہرو بال پستکالیہ

ہاکی کا کھیل

نیشنل بک ٹرسٹ ، انڈیا

فروری ۱۹۷۳ء (ماگھ ۱۸۹۴)

فوٹوگرافس بہ شکریہ

مصنف ٹائمز آف انڈیا،

برٹش ہائی کمیشن اور فوٹو ڈویژن

قیمت : ۱/۵۰

HOCKEY IN INDIA (URDU)

چیف اسٹاکسٹ

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

نئی دہلی ۲۵، دہلی ۶، بمبئی ۳، علی گڑھ ۲

ڈائریکٹر نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا اے-۵ گرین پارک نئی دہلی ۱۶ نے

ریکھا پرنٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ نئی دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

نہرو بال پستکالیہ — ۱۸

ہاکی کا کھیل

مصنف

سردیندو سانیال

ڈزائن سرورق

ایس۔ بھٹاچاریہ

مترجم

پریتم لال

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

نئی دہلی

ہاکی کا آغاز

فٹ بال اور کرکٹ کی طرح ہاکی بھی کھلی ہوا میں کھیلا جانے والا کھیل ہے۔ یہ کھیل دو ٹیموں کے درمیان گیارہ گیارہ کھلاڑیوں کے بیچ ایک سرسبز خطّے یا چکنی مٹی کی سخت اور ہموار سطح پر آنکڑے کی قسم کی مُڑی ہوئی لکڑیوں اور گیند کی مدد سے کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گیند کو مخالف گول پوسٹ کی طرف ہاکی کی مدد سے گیند پر چوٹ مار کر ڈھکیلا جائے۔ "آئس ہاکی" یعنی برف پر کھیلی جانے والی ہاکی سے مُمتاز کرنے کے لیے اسے "فیلڈ ہاکی" یعنی میدانی ہاکی بھی کہا جاتا ہے۔ میدانی ہاکی اور برفانی ہاکی میں فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ کھیل برفانی میدانوں میں برف کی سخت سطح پر بڑی مستقل مزاجی سے کھیلا جاتا ہے۔

اگرچہ ہاکی بہت سے ممالک میں فٹ بال کی طرح رائج نہیں ہے۔ پھر بھی اولمپک کھیلوں میں اسے ایک کھیل کی طرح شامل کیا گیا ہے۔ ہاکی ہندوستان، پاکستان کا ۱۹۴۷ء سے قومی کھیل رہا ہے اور غیر منقسم ہندوستان کرّہ زمین پر ۱۹۲۸ء سے اس کھیل کا چیمپین رہا ہے جب کہ ہندوستان نے اولمپک ہاکی میں پہلی بار سونے کا تمغہ جیتا تھا۔

یقین کے ساتھ تو یہ لکھنا بہت مشکل ہے کہ ہاکی سب سے پہلے کب اور کہاں کھیلی گئی تاہم اس بات کے تصویری ثبوت ضرور ملے ہیں کہ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح میں دریائے نیل کی وادی میں بینی حسن کے مقام پر مینیا کے قریب بنے ہوئے مندر

اتھینز کی دیواروں پر ہاکی کے کھلاڑی کھیل شروع کرتے ہوئے

کی دیوار پر جدید ہاکی کی تصاویر ملی ہیں۔ جس میں دو کھلاڑیوں کو جدید ہاکی کی طرح کھیلتے دیکھا گیا ہے۔ اس انکشاف سے پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ہاکی کا قدیم مسکن پانچسو سال قبل مسیح کا ایران ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی تھی کہ اس زمانے میں ایران میں 'پولو' کھیلا جاتا تھا۔ اس لیے اس انکشاف سے پہلے یہ سوچا جاتا تھا کہ ہاکی 'پولو' کی ہی ایک جدید قسم ہے۔ تاہم اب اس بات کا احتمال زیادہ ہے کہ 'پولو' ہاکی کی ایک موجودہ صاف سُتھری اور زیادہ محکم شکل ہے، جو پہلے کبھی کھیلی گئی تھی۔

خطّہ ایران سے یہ کھیل یونان پہنچا اور بعد میں رومنوں نے اس کھیل کو اپنایا۔ ۱۹۲۲ء میں اتھینز میں اس بات کی تصویری شہادت ملی ہے کہ ہاکی سے بہت ملتا جلتا ایک کھیل قدیم یونان میں کھیلا جاتا تھا۔ یہ تصویری شہادت پانچسو سال قبل مسیح کی بنی ہوئی ایک دیوار پر پائی گئی ہے، جس کو تھیمسٹوکلیس نے بنایا تھا۔ اس تصویر میں چھ کھلاڑیوں کو ہاکی
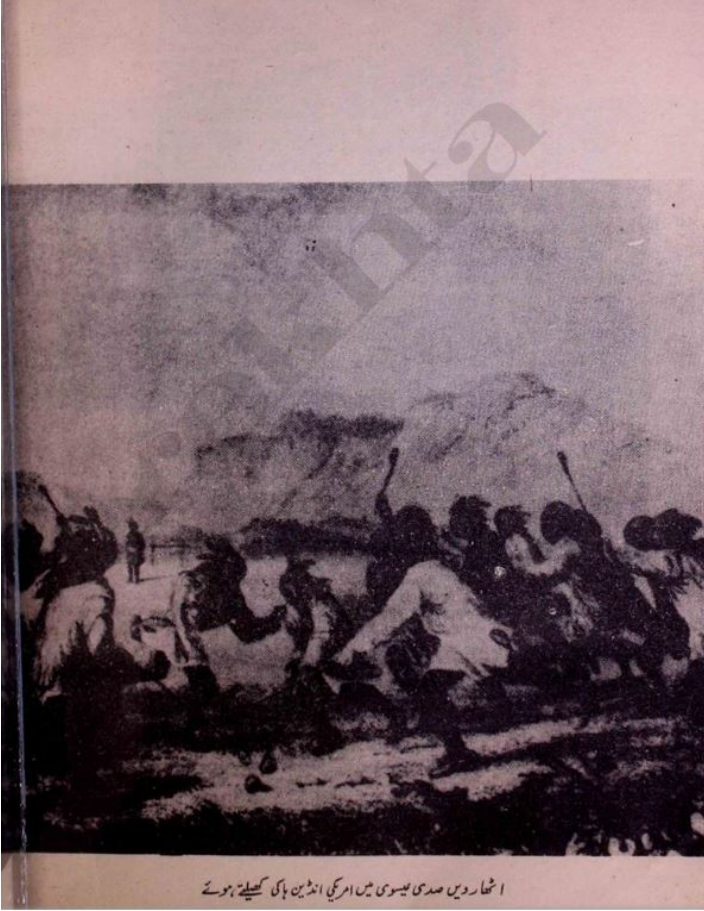
اٹھارویں صدی عیسوی میں امریکی انڈین ہاکی کھیلتے ہوئے

اتھینز کی دیواروں پر پائی جانے والی ہاکی کے کھیل کی ایک اور تصویر

ے مشابہہ کھیل کھیلتے ہوئے دکھایا گیا ہے، جس میں دو کھلاڑی ایک گیند کو چوٹ مارنے کی فکر میں ہیں لیکن عجیب و غریب چیز یہ ہے کہ کھلاڑی جو آنکڑے جیسی چھڑیاں پکڑے ہوئے ہیں، ان کی نوکوں کا رُخ نشیب کی جانب ہے جبکہ موجودہ دَور میں ان کا رُخ اوپر کی جانب ہے۔ یونان کی ایک دوسری تصویری شہادت جس کا انکشاف ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے، سے پتہ چلتا ہے کہ ہاکی نے قدیم زمانے میں ترقی کی دوڑ میں رہی ہے۔

رومنوں نے اس کھیل میں اپنا ایک خاص انداز رکھا، جسے انھوں نے 'پگناسیا' کا نام دیا۔ یہ ایک مُڑی ہوئی لکڑی کی مدد سے کھیلا جاتا تھا۔ گیند چمڑے کی بنائی جاتی تھی اور اسے چاروں طرف سے پرندوں کے پروں سے سجایا جاتا تھا۔ عین ممکن ہے

کہ یہ کھیل یورپ کی فتح یاب قوموں میں رومن
فوجیوں کے ذریعے پہنچا ہو۔

میکسیکو میں ازٹک انڈینوں میں بھی لکڑی
سے کھیلے جانے والے اسی قسم کے کھیل کا سراغ
ملا ہے۔ امریکن انڈین میں یہ کھیل اجڈ شکل میں رائج
تھا تاہم جدید ہاکی سے بہت مشابہہ تھا۔ جب کبھی
دو پڑوسی قبیلے ایک دوسرے کو دوستانہ فضا میں
ہاکی کا میچ کھیلنے کی دعوت دیتے تھے، تو یہ مقابلہ
بہت سرگرمی سے ہوا کرتا تھا جس کا آغاز طلوعِ
آفتاب سے ہوتا تھا اور انجام غروب آفتاب میں۔
کئی کئی میل کی مسافت پر گول پوسٹ ہوتے تھے
اور ہر ایک ٹیم میں تقریباً ایک ہزار کھلاڑی ہوتے
تھے۔ کھیلنے کے لیے بہت وزنی چھڑیاں استعمال
کی جاتی تھیں، جن سے کھلاڑی اپنی پوری قوت
کے ساتھ مخالف گول پوسٹ کی طرف گیند ڈھکیلا کرتے تھے۔

کھیل اتنے اجڈ طریقے سے ہوتا تھا کہ کھلاڑیوں
کے سر پھٹ جایا کرتے تھے، ٹانگیں ٹوٹ جایا
کرتی تھیں اور اکثر کھلاڑی زندگی بھر کے لیے
معذور ہو جایا کرتے تھے اور کبھی کبھی تو کئی
کھلاڑیوں کو کھیل ہو جانے کے بعد میدان
میں مُردہ حالت میں چھوڑنا پڑتا تھا۔ مختصر یہ
کہ کھیل ختم ہوجانے کے بعد میدان ایک کھیل کے میدان کی حالت میں نظر آنے سے زیادہ
میدانِ کارزار کی حالت میں نظر آتا تھا۔

صدیوں پیشتر کئی یورپین مُمالک میں ہاکی کی کچھ قسمیں مختلف نام سے رائج
تھیں۔ آئرلینڈ میں اسے 'ہرلی' کا نام دیا گیا تھا اور وہاں کا یہ قومی کھیل تھا۔
اسکاٹ لینڈ کے باسیوں کا اس کھیل میں اپنا الگ انداز تھا جو ۱۲ ویں صدی عیسوی
میں بہت عوام دوست رہا۔ انھوں نے اس کھیل کو 'شنٹی' کا نام دیا۔ یہ دونوں
کھیل کارک یا ربڑ کی بنی ہوئی گیند سے جس کے چاروں طرف تانت کی تہیں لپٹی
ہوئی ہوتی تھیں، کھیلا جاتا تھا۔ کھیلنے کے لیے چھڑیاں ایش کی لکڑی، جنگلی سیب
کی لکڑی اور بلوط کی لکڑی سے بنائی جاتی تھیں۔ عام رواج یہ تھا کہ کھلاڑی درختوں
سے فطری طور پر نکیلی مُڑی ہوئی لکڑیوں کو کاٹا کرتے تھے۔

ایک قدیم (۱۴۸۲ء) تصویر جس میں فرانس میں کھیلا جانے والا ہاکی کا کھیل دکھایا گیا ہے۔

انگلینڈ میں ۱۸۶۴ء میں کھیلا جانے والا ایک ہاکی میچ

پندرھویں صدی عیسوی میں فرانس میں یہ کھیل بہت پسند کیا گیا تھا، اور تقریباً پانچسو سال پُرانی تصویری شہادت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اُس زمانے میں فرانس میں ہاکی کا کھیل خوب ترقی کر رہا تھا۔ فرانسیسیوں نے اسے 'ہاکٹ' کا نام دیا۔ فرانس کے قدیم باشندے اس نام سے اُس عصا کو پکارا کرتے تھے جس کا ایک سرا مُڑا ہوا یعنی خم دار ہوتا تھا، اسے فرانس کے چرواہے استعمال کرتے تھے۔ اس لیے یہ سوچا جاتا ہے کہ لفظ 'ہاکی' فرانسیسی زبان سے نکلا ہے۔ ایک دوسرا مُلک جہاں ہاکی نے آغاز میں ہی اپنے قدم جما لیے تھے، ہالینڈ تھا۔ اس مُلک نے بھی اس کھیل میں اپنا الگ انداز اپنایا۔ یہاں پر ہاکی ایک بڑی مگر نرم گیند کی مدد سے کھیلی جاتی تھی۔ لیکن موجودہ دَور کی ہاکی کو سب سے پہلے کھیلنے کا فخر صرف انگلینڈ کو حاصل ہوا، جہاں یہ سولھویں صدی عیسوی کے وسط تک عوام کا پسندیدہ کھیل رہا، جہاں اس کو 'بینڈی' یعنی خم دار کے نام سے پُکارا گیا۔

سولھویں صدی سے پہلے اور ۱۴۲۵ء کے آس پاس ہی انگلینڈ میں ہاکی کی ایک اَور قسم روشناس ہوئی تھی جسے 'کوموک' اور 'کوموکی' کہا جاتا تھا۔ شاید مندرجہ بالا نام لفظ 'کیمن' سے نکلا تھا کیوں کہ اس زمانے میں اسکاٹ لینڈ میں لفظ 'کیمن' خم دار چھڑی کے لیے استعمال ہوتا تھا، جسے اسکاٹ لینڈ کے باشندے کھیلنے میں استعمال کرتے تھے پہلی مرتبہ واضح طور پر 'ہوکی' یا 'ہاکی' کا استعمال ۱۸۳۸ء سے نظر آتا ہے۔

تاہم یہ بات ضرور ہے کہ انگلینڈ کے اسکولوں میں اس کھیل نے حقیقی ترقی حاصل کی۔ اس بات کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ ۱۸۰۰ء کے آغاز میں جب یہ کھیل انگلینڈ میں رائج ہوا، تو ٹون برج اسکول کے لڑکوں نے اپنے کھیلنے کے لیے چھڑیاں قریب کے درختوں اور جنگلات سے کاٹیں، پھر ان کو اُبال کر ضرورت کے مطابق موڑا گیا، پھر ایک وسیع چمنی میں انھیں خشک کیا گیا ــــــ اس زمانے میں نہ تو کوئی کھلاڑیوں کی حد مقرر تھی

اور نہ ہی کھیل کے ضابطے مقرر تھے۔ انگلینڈ کے مختلف پبلک اسکولوں میں مختلف طرح کی ہاکی کھیلی جاتی تھی۔ اگرچہ فٹ بال اور اس کی مختلف شکلوں نے بھی عوام کے دِلوں پر اپنا قبضہ جما رکھا تھا، پھر بھی انگلینڈ کے اسکولوں میں طرح طرح کی ہاکی نے خاصی ترقی کی۔

انگریزی ہاکی کا سب سے پہلے کلب کا آغاز ۱۶۰۸ء میں لندن میں بلیک ہیتھ کلب کے نام سے گولف کھیل کی مانند ہوا۔ بعد میں یہ کلب ہاکی، فٹ بال اور رگبی کا مشترکہ کلب ہوگیا۔ تاہم پھر بھی عوام میں ہاکی کے لیے دل چسپی بڑھتی رہی، ۱۸۶۱ء میں کلب نے یہ فیصلہ کیا کہ صرف ہاکی کے لیے کلب کا ایک قطعہ محفوظ کر دیا جائے۔ ابتدا میں چوٹ مارنے کے لیے دونوں طرف دھار والی چھڑی استعمال کی گئی لیکن بعد میں بلوط کی لکڑی استعمال کی جانے لگی۔ جسے اُبال کر ایک رُخ سے موڑ دیا جاتا تھا اور دوسری رُخ سے ہموار رکھا جاتا تھا۔ سخت ربڑ کی چھ کونوں والی ایک گول گیند بنائی گئی۔ کھیل کا میدان کم از کم ۲۰۰ گز لمبا، ۴۰ گز چوڑا اور بالمقابل دو دس دس گز اونچے گول پوسٹ بنائے گئے۔ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ کوئی کھلاڑی مخالف گول پوسٹ کے ۴۰ گز کے اندر نہیں رہ سکتا تھا جب تک کہ اس کے اور گول پوسٹ کے درمیان اتنے فاصلے گیند پر نہ ہو۔ اس طرح موجودہ زمانے کے قاعدے آف سائیڈ کی ابتدا ہوئی۔

جیسے جیسے ہاکی رائج ہوتی گئی، مناسب قاعدے قانون بنانے کی سعی ہوتی رہی، اور ۱۸۷۵ء میں اس کھیل میں کئی دوسری تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک مرتبہ یہ قرارداد پاس کی گئی کہ ہاکی کرکٹ کی سخت گیند سے کھیلا جائے۔ کچھ عرصے کے بعد گیند کو سرسبز خطّے میں رہنمائی کرنے کے لیے سفید رنگ دیا گیا۔ فٹ بال کی طرح اس کھیل کے آغاز کے دنوں میں گول میدان کے کسی بھی حصّے سے کیا جاسکتا تھا۔ تاہم پھر بھی یہ بات روا نہیں تھی کہ مخالف گول پوسٹ پر پانچ گز کے فاصلے سے اطمینان کے ساتھ گیند پر چوٹ مار کر گول کیا جائے جب تک کہ کھلاڑی حقیقت میں گیند سے دور سے کھیلتا ہوا نہ آیا ہو۔ کھیل کے نئے قاعدے قانون کچھ عرصے بعد بنائے گئے جن میں ایک ضروری قاعدہ یہ تھا 'چھڑی کو شانے سے اوپر نہ اٹھایا جائے' اور اگر کسی گول پوسٹ پر پندرہ گز سے زیادہ فاصلے پر سے گول کیا گیا تو وہ گول نہیں مانا جائے گا۔

اس کھیل کو ترتیب دینے اور اس پر قابو پانے کے لیے پہلی انجمن ۱۸۷۵ء میں لندن کے سب ہاکی کلبوں کی مُلاقات کے بعد وجود میں آئی۔ تاہم یہ انجمن زیادہ عرصے نہیں چلی اور ۱۸۸۲ء میں ٹوٹ گئی۔ اسی سال ومبلڈن ہاکی کلب کی بنیاد پڑی اور برطانیہ میں اس کھیل کے لیے نئی زندگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ کلب نے اس کھیل کے نئے نئے قاعدے قانون بنائے۔ اس وقت ایک ٹیم کی فارورڈ لائن آٹھ کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی تھی، جس میں سے چار فارورڈ لائن کے اندر اور دو، دو کھلاڑی ہر ایک سائڈ پر ہوتے تھے۔ 'ڈیفنس'، گول کیپر اور دو ہاف بیک کے سُپرد ہوتا تھا۔ مارنے اور بھاگنے کا طریقہ موجودہ زمانے کے ڈھنگ کا تھا۔ ویسے تو اس زمانے کے قاعدے قانون میں بہت فرق تھا مگر گیند کو آگے ڈھکیلنے کا رواج آج کی طرح، بہت عام تھا۔ رفتہ رفتہ تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اب موجودہ ٹیم پانچ فارورڈ، تین ہاف بیک، دو فل بیک اور ایک گول کیپر پر مشتمل ہوتی ہے۔ موجودہ ضابطوں پر مشتمل ٹیم کا سب سے پہلے ۱۸۸۹ء میں تجربہ کیا گیا۔ یہ تجربہ اتنا کامیاب ہوا کہ آج بھی ٹیم کی شکل وہی ہے جو ۱۸۸۹ء میں تھی۔

موجودہ ہاکی کا حقیقی جنم ۱۸ جنوری ۱۸۸۶ء کو ہوا، جب پہلی بار برٹش ہاکی ایسوسی ایشن وجود میں آئی تھی۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم جو اس وقت پرنس آف ویلز تھے، اس ایسوسی ایشن کے پہلے

ہاکی — ایک عالم گیر کھیل

ہاکی نے اپنے بے ڈھنگے آغاز سے لے کر ایک منظّم کھیل کے قاعدے قانون تک پہنچنے کے لیے حقیقت میں بڑی تیزی سے ترقی کی تھی۔ جب برٹش ہاکی ایسوسی ایشن وجود میں آئی تو ضرورت محسوس کی گئی کہ ہاکی چھ انچ کے قطر میں سے گزر جائے اور یہ تجویز کیا گیا کہ گیند کو دائیں جانب سے بائیں جانب کھیلا جائے۔ کچھ عرصے بعد ہاکی کا قطر چھوٹا کرکے دو انچ کر دیا گیا۔ ایک نیا قاعدہ یہ نکلا کہ ہاکی کو پشت کی جانب سے یعنی بائیں جانب سے دائیں جانب بھی کھیلا جا سکتا تھا۔ ان سب چیزوں نے یکجا ہو کر ہاکی کو ایک اجڈ کھیل سے ایک ہُنر میں بدل دیا۔

شاید سب سے زیادہ اہم قانون جس نے ہاکی کو موجودہ شکل دی، اسٹرائکنگ سرکل کی ابتدا ہے۔ جسے D 'ڈی' کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔ اس کا موجد ٹیڈنگٹن ہاکی کلب کا ایڈگل ویسٹاکوٹ ہے، جسے عام طور سے جدید ہاکی کے مورثِ اعلیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ایک دوسری دور رس اصلاح ۱۸۸۹ء میں کی گئی جس میں گول پوسٹ کی پچھلی بنی ہوئی لوہے کی چھڑیوں کی روک کو ترچھے فیتے میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ تین سال بعد گول پوسٹ پر جال کے استعمال نے ایمپائر کے کام کو اَور آسان بنا دیا۔

اس طرح ہاکی کا کھیل منظم ہوا۔ لیکن اسے بھی تمام کرّۂ زمین پر رائج ہونا تھا۔ جب

صدر بنے، جس سے اس کھیل کی اہمیت بہت بڑھی۔ اس کے بعد انگلینڈ میں کئی اور ہاکی کلب وجود میں آئے اور یہ سب کلب برٹش ہاکی ایسوسی ایشن کے ممبر تھے۔

برٹش ہاکی ایسوسی ایشن نے اس کھیل کو کھلاڑیوں کے لیے محفوظ بنانے کے واسطے زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کھیل کے قاعدے قانون بنائے۔ اس وقت قریب کے درختوں سے کچّی لکڑیاں کاٹ لی جاتی تھیں مگر اس کے بعد اس کھیل کے لیے خاص طور سے چھڑیاں بننے لگیں۔ چھڑی کا چوٹ مارنے والا سامنے کا حصّہ ہموار بنایا گیا۔ اس چیز نے کھلاڑیوں کو گیند پر سختی اور ٹھیک طریقے سے چوٹ مارنے میں مدد دی۔ اچھی پکڑ کے لیے ہینڈل کے چاروں طرف تانت لگائی جاتی تھی۔ اس کے بعد بید کا ہینڈل بنا کر ایک اور تبدیلی کی گئی، جس نے نہ صرف گیند کو اُچھلنے میں مدد دی بلکہ گیند پر سختی سے چوٹ مارنے میں بھی مدد دی۔

اور اس طرح ہاکی تفریح بہم پہنچانے والا کھیل بن گئی، لیکن پھر بھی اس کو اس کی اپنی جنم بھومی پر اتنا پسند نہیں کیا گیا جتنا فٹ بال اور کرکٹ کو پسند کیا گیا تھا۔ ان دونوں کھیلوں سے کیا چیز اس کو مختلف کرتی تھی؟ تاہم پھر بھی یہ حقیقت تھی کہ اس کھیل کے اپنے الگ شائقین تھے جو اسے دیکھنا پسند کرتے تھے۔ یہ کھیل صنفِ نازک میں بھی کافی پسند کیا گیا اور جن عورتوں نے اس کھیل میں دل چسپی لی ان کا پہلا میچ ۱۸۸۷ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں ہوا۔ اس میچ کے بعد جلد ہی لندن میں 'لیڈیز کلب' وجود میں آیا۔ اس کے بعد کئی اور کلب وجود میں آئے۔ یہاں پر یہ لکھنا دل چسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ صنفِ نازک کا ہی سرگرم جذبہ تھا جس نے اس کھیل کو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں فروغ دیا۔
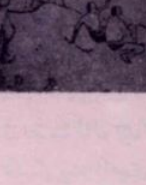
ایک مرتبہ کھیل نے جڑ پکڑ لی تو بین الاقوامی مقابلوں کی مانگ شروع ہوگئی۔ جیسے ہی آئرش ہاکی ایسوسی ایشن وجود میں آئی تو انگلینڈ اور آئرلینڈ کے درمیان ایک میچ ترتیب دیا گیا اگرچہ لفظ 'بین الاقوامی' صرف دو ممالک کے درمیان استعمال کیا گیا تھا جن کا مقابلہ ۱۸۹۶ء میں رچمنڈ کے مقام پر لندن کے قریب ہوا۔ چھ سال کے بعد انٹرنیشنل ہاکی بورڈ کا قیام مختلف ممالک کے درمیان ہاکی کے مقابلوں کو ترتیب دینے کے لیے ہوا۔ ابتدا میں بورڈ میں سات ممبر ہوتے تھے، جس میں ترتیب وار دو، دو ممبر آئرلینڈ اور ویلز کی رہنمائی کرتے تھے۔ تین ممبر برٹش ہاکی ایسوسی ایشن کے قایم مقام تھے۔ پھر اسکاٹ لینڈ نے اپنی ایک ایسوسی ایشن بنائی اور ۱۹۰۲ء میں بورڈ میں شامل ہوگیا۔ اس طرح بورڈ کے ممبروں کی تعداد بڑھ کر دس تک پہنچ گئی۔

انٹرنیشنل ہاکی بورڈ 'جزائر برطانیہ' پر مشتمل تھا اور بین الاقوامی مقابلوں کو ترتیب دینے کی ذمہ داری اسی کی تھی، لیکن فی الحقیقت پہلا بین الاقوامی میچ ۱۹۰۷ء میں انگلینڈ اور فرانس کے درمیان ہوا۔ اس میچ کی پیروی میں اسی طرح کے کئی مقابلے مختلف یورپین ممالک میں ہوئے۔ جرمنی، بلجیم، ڈنمارک، ہالینڈ، اسپین، آسٹریا، اور سوئٹزرلینڈ ان میں سرِفہرست ہیں۔ لیکن یہ کھیل ابھی یورپ سے باہر روشناس نہ ہوا تھا۔

انٹرنیشنل ہاکی بورڈ کے قیام سے پہلے ہی ہاکی نے اولمپک کھیلوں میں اپنی جگہ بنالی تھی۔ برطانیہ کے باشندوں کے اس سرگرم شوق نے ہاکی کو ۱۹۰۰ء میں پیرس میں ہونے والے دوسرے اولمپک کھیلوں میں شامل کرایا لیکن یہ میچ صرف ایک تفریح کھیل کی طرح کھیلا گیا۔ اس وجہ سے کسی بھی ٹیم کو فتحیاب نہیں مانا گیا، کیوں کہ ہاکی کو پہلی بار اولمپک کھیلوں میں صرف ایک تفریحی مقابلے کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔

خوش آمد آیرلینڈ "

مقام : رچمنڈ — انگلینڈ بمقابلہ آیرلینڈ — ۱۶ مارچ ۱۸۹۵

انگلینڈ		آیرلینڈ
ڈبلیو۔ بی۔ برچ ڈ	گول کیپر اور سینٹر بیک	بی۔ رجرنے
بی۔ ایس۔ اسمتھ	رائٹ بیک	جے۔ سیلے
ایف۔ ٹیراسس	لیفٹ بیک	ڈی۔ گورڈن
ایف۔ جے۔ سیڈن	رائٹ ہاف بیک	جے۔ ای۔ بلس
ڈبلیو۔ این۔ فلیچر	سینٹر ہاف بیک	ٹی۔ ایم۔ والش (کپتان)
ای۔ ایل۔ کلاہم	لیفٹ ہاف بیک	ڈبلیو۔ بٹلر
ٹی۔ جی۔ بوکونن	رائٹ آؤٹ سائیڈ	پی۔ کارتن
ای۔ آر۔ ہرڈ مین	ان سائیڈ رائٹ	ای۔ بوکر
ایس۔ کرسٹوفرسن (کپتان)	سینٹر	ٹی۔ بیکٹ
جے۔ ایف۔ آرنلڈ	ان سائیڈ لیفٹ	ایچ۔ روتھرفورڈ
ایچ۔ ڈبلیو۔ ٹنڈل	آؤٹ سائیڈ لیفٹ	جے۔ کارلے
ٹی۔ پی۔ ہاردے	(امپائرس)	ٹی۔ سی۔ ڈیوبلی

"ہاکی"
ایک ہفت روزہ رسالہ
ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے
۲۵۔ پچرم اشٹریٹ، لڈگیٹ ہل۔
لندن ۔ ای۔ سی

"ہاکی"
ایک ہفت روزہ رسالہ :
مشتمل ہوتا ہے :
ہاکی کی تصاویر، معلومات اور تبصروں
اور ہاکی کی بین الاقوامی خبروں پر۔

جملہ پروگرام انگلینڈ کے پہلے بین الاقوامی کھیل کے لیے شائع کیا گیا تھا۔

۱۹۰۸ء میں لندن میں ہونے والے چوتھے اولمپک کھیلوں میں ہاکی کو پہلی بار اسپورٹ کے باقاعدہ مقابلے کے طور پر شامل کیا گیا، لیکن اس کے بعد ہونے والے اولمپک کھیلوں سے اسے خارج کردیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں انٹورپ (بلجیم) میں کھیلے جانے والے اولمپک کھیلوں میں ہاکی نے نئی زندگی حاصل کی، لیکن اس کے چار سال بعد پیرس میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں اس کھیل کو جذبۂ شوق کے کم ہوجانے کی وجہ سے شامل نہیں کیا گیا۔ انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کے اس فیصلے سے ہاکی کھیلنے والے ممالک کو بہت ناامیدی ہوئی اور اس بات کو جان لیا گیا تھا کہ کرّۂ زمین پر ہاکی کے مفاد کی حفاظت اور اس کی ترقی کے لیے ایک بین الاقوامی تنظیم کی بے حد ضرورت تھی۔ اس طرح ایک بین الاقوامی تنظیم وجود میں آئی۔

ابتدائی کارروائی کرتے ہوئے، ایک فرانسیسی پاول لیوٹے نے ۷ جنوری ۱۹۲۴ء کو ہاکی سے دل چسپی رکھنے والے ممالک کی پیرس میں ایک کانفرنس بُلائی۔ اس کانفرنس میں آسٹریا، بلجیم، چیکوسلاوکیہ، فرانس، ہنگری، اسپین اور سوئٹزرلینڈ کے نمائندوں نے شرکت کی اور ہاکی کے لیے ایک فیڈریشن 'انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن' بنائی۔ اس فیڈریشن نے پوری دُنیا کے ہاکی کے کھیل کو اپنے اختیار میں لے لیا— پاول لیوٹے اس تنظیم کا پہلا صدر بنایا گیا۔ برطانیہ اس بین الاقوامی ہاکی فیڈریشن میں شامل نہ ہوا کیوں کہ انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، آیرلینڈ اور ویلز پہلے ہی سے بین الاقوامی ہاکی بورڈ کے ممبر تھے۔ بین الاقوامی ہاکی فیڈریشن بننے کے بعد انٹرنیشنل ہاکی بورڈ اور ہاکی فیڈریشن نے مل جُل کر کھیل کے متعلق قواعد کو پوری دُنیا میں فروغ دیا— ۱۹۲۸ء میں اس فیڈریشن کی ممبرشپ بڑھی، جب ڈنمارک، ہالینڈ، جرمنی اور ہندوستان ایمسٹرڈم میں اولمپک کھیلوں میں شرکت کرنے سے پہلے اس میں شامل ہوئے۔ برطانیہ نے ۱۹۴۷ء میں اس فیڈریشن میں شرکت کی، جس سے اس

فیڈریشن کی شرکت ۳۲ سے بڑھ کر ۵۵ تک پہنچ گئی۔

یہ فیڈریشن کرّۂ زمین پر اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ کے ٹیکنیکل نظم ونسق کے لیے ذمّہ دار ہے اور دُنیا میں مقابلے کرانے کا اسے پورا اختیار ہے۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو بارسیلونا (اسپین) میں ایک دوسرا مقابلہ 'ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ' کے نام سے ہوا تھا۔

ہندوستان میں ہاکی

گزشتہ صدی کے تیسرے حصّے کے درمیان انگریزوں نے ہندوستان میں ہاکی کو روشناس کرایا۔ ابتدائی سالوں میں یہ کھیل خاص طور پر صرف انگریزوں اور ہندوستانی سپاہیوں کے درمیان رائج تھا، اور خاص طور پر انگریزی فوج میں ملازم ہندوستانی سپاہیوں کا دل پسند کھیل تھا۔ ہندوستانی ہاکی کی نرسریاں مُلک میں فوجیوں کی کئی سو چھاؤنیاں تھیں، جہاں پر یہ زیادہ تر صرف برٹش ملٹری کے ہندوستانی فوجیوں کے درمیان کھیلا جاتا تھا۔ اس کھیل کا مشہور اور جانا پہچانا کھلاڑی جو قصّے کہانیوں کی طرح مشہور ہے، وہ ہے 'دھیان چند! جن کو دُنیا نے 'ہاکی کا جادوگر' کے نام سے پُکارا۔ دھیان چند نے یہ کھیل برٹش ملٹری کے ایک ملازم فوجی کی حیثیت سے سیکھا تھا۔ دھیان چند نے اپنے ابتدائی دَور اور اپنے اس کھیل میں شرکت کے ابتدائی زمانے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

" جب میں نے پہلی برہمن ریجمنٹ میں شرکت کی تو اس وقت اس ریجمنٹ میں بالے تیواڑی نام کا ایک صوبیدار میجر تھا جو ہاکی کا ایک سرگرم شائق اور ایک بہترین کھلاڑی تھا۔ اس نے ہی مجھے یہ تصوّر دیا۔ میری ریجمنٹ ہاکی کے کھیل میں بہت مشہور تھی اور یہ کُھلی ہوا میں کھیلا جانے والا وہ کھیل تھا جس کے لیے ریجمنٹ نے اپنی سب تفریحی توجہ وقف کردی تھی۔ چھاؤنی میں ہاکی

کھیلنے کے لیے ہمارے پاس کوئی مقررہ وقت نہیں تھا۔ اس لیے ہم
پورے دن اس کھیل کی ناز برداریوں میں مصروف رہتے تھے۔"

دوسری طرف برٹش سپاہیوں نے فٹ بال کے مرکز پر جمع ہونے کو ترجیح دی، جس کے وہ بلا شرکتِ غیرے محافظ بن گئے۔ اس وجہ سے برٹش ریجمنٹ کی ٹیم فٹ بال میں سبقت لے گئی اور اس نے اپنی اس برتری کو آخر تک قایم رکھا۔ تاہم اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انگریزی فوج کی ٹیموں نے اپنے مُلک میں ہاکی کے کھیل میں کافی مہارت حاصل کرلی تھی اور انگلینڈ اس قابل ہوگیا تھا کہ قومی ٹیم کے لیے کافی اچھی تعداد میں اچھے کھلاڑی مہیّا کرسکے۔ اس بات کا پتہ ہمیں اس امر سے چلتا ہے کہ ۱۹۲۸ء میں انڈین اولمپک ٹیم نے اپنے یورپین ٹور کے درمیان صرف ایک میچ میں شکست کھائی جو انگلینڈ، آیرلینڈ، ویلز اور اسکاٹ لینڈ کی مخلوط ٹیم تھی۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ہندوستانی ہاکی کا جنم کب ہوا۔ یہ سوال ہمیں ۱۸۸۵ء کے زمانے میں لے جاتا ہے، جب کلکتہ میں پہلی مرتبہ ہاکی کے کلب قایم کیے گئے۔ تقریباً اسی زمانے میں یہ کھیل بمبئی تک پہنچ گیا، جو بعد میں ہاکی کا ایک اہم مرکز بنا۔ ۱۸۹۵ء میں سب سے پہلا اور اہم نیشنل ٹورنامنٹ 'بیٹن' کپ ٹورنامنٹ کے نام سے کلکتہ میں ہوا، اور آنے والے سال میں بمبئی میں آغا خان ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔ پنجاب نے بھی ہاکی کے اس کھیل کو بہت بڑے پیمانے پر اپنایا اور یہ کھیل فوجی یونٹوں سے لے کر تعلیمی اداروں تک پھیلا اور ۱۹۰۳ء میں اس کو پنجاب یونیورسٹی اسپورٹ ٹورنامنٹ میں شامل کیا گیا، اور اسی سال لاہور کے جم خانہ کلب نے پہلا ہاکی ٹورنامنٹ جاری کیا جسے 'ہاٹ ویدر ٹورنامنٹ' بھی کہا جاتا ہے۔

ہاکی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی ہر دلعزیزی اور مُلک میں بڑھتے ہوئے کلبوں کی تعداد نے اس بات کو ضروری کر دیا کہ مُلک میں صوبوں کی بُنیاد پر تنظیمیں بنائی جائیں اور
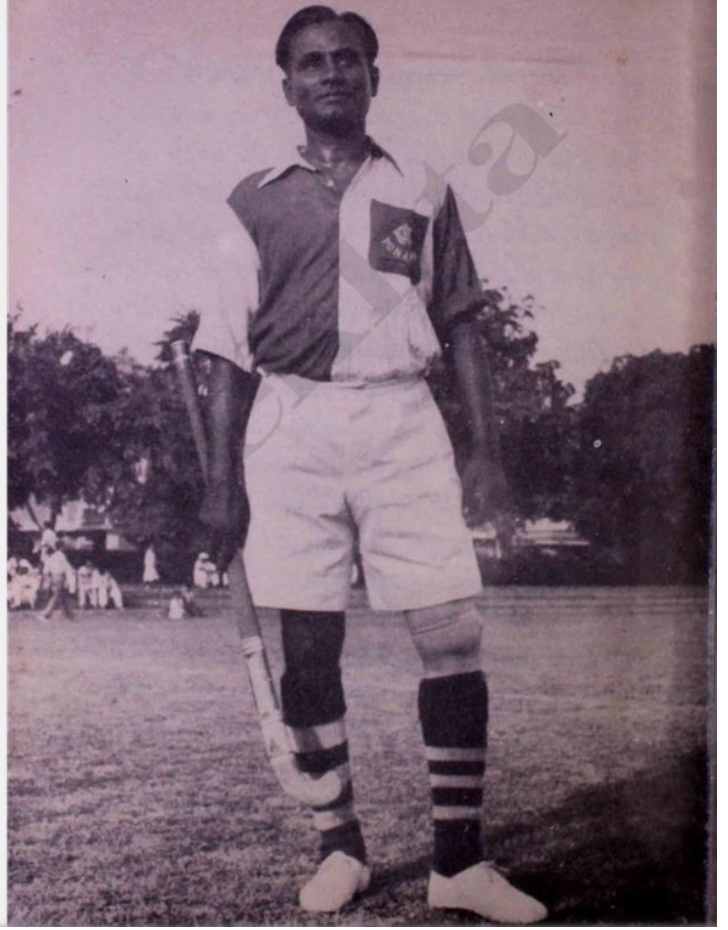
اس کے ساتھ ساتھ اس کھیل کا انتظام کرنے کے لیے ایک قومی بُنیاد پر تنظیم بنانی چاہیے۔ نیشنل ہاکی آرگنائزیشن کا قیام ہندوستان کو بین الاقوامی کھیلوں کے میدان میں حصہ لینے کے لیے بھی ضروری سمجھا گیا تھا۔ اس مرتبہ بھی کلکتہ نے پیش روی کی اور ۱۹۰۸ء میں بنگال ہاکی ایسوسی ایشن وجود میں آئی۔ آرمی سپورٹ کنٹرول بورڈ، جو ۱۹۱۹ء میں قایم ہوا تھا، نے بھی ہاکی کی ترقی میں بہت بڑا حصہ ادا کیا۔ اس بات کی پیروی کرتے ہوئے مُلک کے مختلف حصوں میں ایسی تنظیمیں وجود میں آئیں۔

اگرچہ 'قومی تنظیم' کی ضرورت ۱۹۰۸ء کے آغاز میں ہی محسوس کر لی گئی تھی، لیکن یہ تجویز اس وقت ناکام ہوگئی تھی۔ پھر دوسری مرتبہ یہ قصد بارہ سال کے بعد پنجاب ہاکی ایسوسی ایشن کے صدر نے کیا لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ صوبائی ہاکی تنظیموں کے نمائندے اور ہاکی سے دل چسپی رکھنے والے دوسرے لوگ ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کو گوالیار میں یکجا ہوئے اور آخرش انڈین ہاکی فیڈریشن وجود میں آئی۔ بروس ٹرنبل اس کے صدر بنائے گئے اور این۔ ایس انصاری اس کے اعزازی سکریٹری چُنے گئے۔ یہ فیڈریشن صرف پانچ ممبروں پر مشتمل تھی۔

تنظیم کا صدر مقام ۱۹۲۷ء میں گوالیار سے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ اُس وقت میجر آئی۔ برن مرڈک اس کے صدر بنے۔ ٹی۔ پی گیٹلے کو جو دہلی ہاکی ایسوسی ایشن کے سابق صدر تھے، آنریری سکریٹری منتخب کیا گیا۔ اس طرح مُلک میں منتظم ہاکی علامات ظاہر ہوئیں۔ مُلک کے ہر صوبائی حصے کی تنظیم کو شامل کرتے ہوئے، فیڈریشن کی ممبر شپ بڑھی۔ آج فیڈریشن کے ممبروں کی تعداد ۲۷ ہے جس میں سپورٹ کنٹرول بورڈ اور ریلوے کے بھی ممبران شامل ہیں۔

'انڈین ہاکی فیڈریشن' نے اس طرح مضبوطی سے قدم جما لیے اور پیش روی کے طور پر انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی سے اس نے ہاکی کو اولمپک کھیلوں میں دوبارہ

شامل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اتنے عرصے میں ہندوستان بین الاقوامی ہاکی فیڈریشن کا ممبر بن چکا تھا۔ آخر انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی نے ۱۹۲۸ء میں ایمسٹرڈم میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں ہاکی کو شامل کر لیا۔

ہندوستان میں ہاکی کی ترقی اور ہر دلعزیزی کا راز ۱۹۲۸ء میں ایمسٹرڈم میں ہونے والے اولمپک کھیلوں کی جیت میں مضمر ہے۔ اس فتح نے قومی سطح پر اس کھیل کے لیے سرگرم جذبہ پیدا کر دیا۔ گذشتہ سالوں سے ہاکی سے پسندیدگی بڑھتی جارہی ہے اور آج پورے مُلک میں ہزاروں ہاکی کلب اور کئی ہزار ہاکی کے بہترین کھلاڑی موجود ہیں۔ یہ کھیل نمایاں طور پر تعلیمی اداروں، ریلوے اور سروسز میں نظر آتا ہے۔ ہاکی کے مقابلوں کی تعداد بھی کافی بڑھی ہے۔ اور آج انڈین ہاکی ٹورنامنٹ سے تسلیم شدہ ۲۰۰ سے زیادہ ٹورنامنٹ قومی، صوبائی اور قصباتی سطح پر ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مقابلے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں، ریلوے اور سروسز میں بھی عام ہیں۔ اور پورے مُلک میں سب بڑے بڑے قصبوں اور شہروں میں لیگ سسٹم کی بُنیاد پر مقابلے ہوتے ہیں۔

ہاکی کو صنفِ نازک میں بھی پسند کیا گیا ہے۔ ایک نیشنل آرگنائزیشن۔ آل انڈیا وومین ہاکی ایسوسی ایشن ہے جو انڈین ہاکی فیڈریشن کے برابر کام کرتی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن خواتین میں ہاکی کی نشو نما اور ترقی کے اسباب پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس مرکزی ڈھانچے تک لاتعداد صوبائی اور قصباتی آرگنائزیشنز متعلق ہیں۔ انڈین وومین ہاکی کی ٹیموں نے مختلف غیر ممالک جن میں جاپان، آسٹریلیا، سیلون اور برطانیہ شامل ہیں، ٹور کیے ہیں۔

دُنیا میں ہندوستان کے کھیلوں میں ہاکی نے کافی مخصوص مقام حاصل کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ (ورلڈ سپورٹ) دُنیا کے کھیلوں میں سب سے

پہلے — پہلا انعام ہماری ہاکی ٹیم کو ملا اور برسوں تک ہندوستان کو کوئی شکست نہیں دے سکا۔ اگرچہ اس کھیل کا جنم انگلینڈ میں ہوا، لیکن عظمت اسے ہندوستان میں ملی۔

اگرچہ اس کھیل کو انگریزی حکومت نے ہندوستان — خاص طور پر برٹش

لندن اولمپکس (۱۹۴۸) میں کھیلے جانے والے ایک ہاکی میچ کا شدید لمحہ
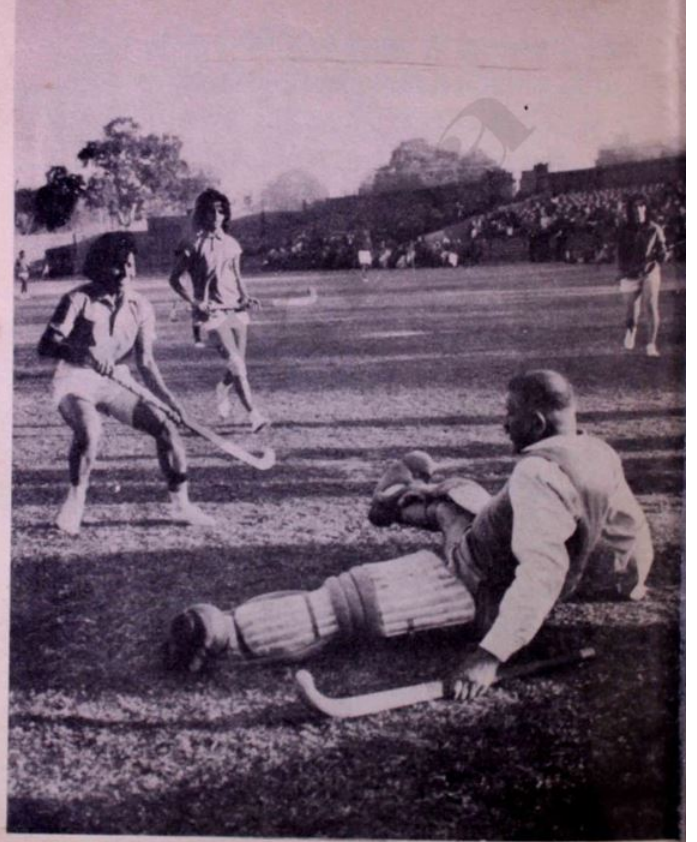
دھیان چند ایک گول کیپر کی حیثیت سے گول بچاتے ہوئے

فوج میں ملازم ہندوستانی فوجیوں میں روشناس کرایا تھا مگر اس کے باوجود برطانیہ نے ہندوستان کو بین الاقوامی شراکت میں مدد دینا پسند نہیں کیا تھا۔ برٹش ہاکی ایسوسی ایشن کو ہندوستانی ہاکی کی برتری کے بارے میں واقفیت حاصل تھی۔ وہ ایک مغلوب قوم سے شکست کھانے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی۔ اس وجہ سے برطانیہ عرصۂ دراز تک بین الاقوامی میچوں میں ہندوستان کے ساتھ مقابلے سے بچتا رہا۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۶ء تک اولمپک ٹورنامنٹس میں کئی طرح کے حیلے بہانوں سے اس نے شرکت نہیں کی۔ غالباً یہ بات تعجب سے خالی نہیں ہے کہ جب انگلینڈ نے پہلے دو اولمپک کھیلوں میں جن میں ہاکی کو شامل کیا گیا تھا، گولڈ میڈل جیتے تھے۔ نیز جب ہندوستانی ٹیم نے ۱۹۲۸ء میں انگلینڈ میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں حصّہ لیا تو برطانیہ اس کے مقابلے کوئی نیشنل ٹیم نہیں لایا۔ صرف ۱۹۶۸ء سے اولمپک کھیلوں میں، جب ہندوستان آزادی حاصل کرچکا تھا، انگلینڈ نے اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں حصّہ لینا شروع کیا ہے اور لندن میں ہونے والے ہاکی کے فائنل میچ میں ہندوستان نے انگلینڈ کو شکست دے کر اولمپک گولڈ میڈل واپس لے لیا!

ہاکی — اور اولمپک کھیل

اولمپک ہاکی کا سب سے پہلا میچ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو اسکاٹ لینڈ اور جرمنی کے درمیان کھیلا گیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے ایک نیشنل ٹیم نے مقابلہ کیا جبکہ جرمنی کی طرف سے ہیم برگ کے ہلین ہورسٹر کلب نے شرکت کی تھی جو آج بھی مغربی جرمنی کا سب سے بہترین کلب ہے۔ اسکاٹ لینڈ نے اس میچ کو ۰-۴ گول سے جیتا۔ اولمپک کھیلوں میں سب سے پہلا گول مارنے والا اِن سائڈ لیفٹ اِیان لینگ تھا۔ اس کے بعد انگلینڈ نے فرانس کو ۰-۱۰ گول سے شکست دی، جس نے چار برٹش ٹیموں کو سیمی فائنل میں چھوڑا۔ انگلینڈ اسکاٹ لینڈ کو ۱-۴ سے ہرا کر۔ آیرلینڈ، ویلز کو ۱-۳ سے ہرا کر فائنل میں داخل ہو گئے۔ وائٹ سٹی کے وسیع سٹیڈیم میں اس تاریخی لمحے کو دیکھنے والے صرف پانچ ہزار تماشائی تھے جنھوں نے انگلینڈ کو ایک گول کے مقابلے میں آٹھ گول مار کر ظفریاب ہوتے دیکھا۔ اس طرح انگلینڈ کو سب سے پہلے اولمپک ہاکی چیمپین شپ کی توقیر حاصل ہوئی۔

دوسری مرتبہ بارہ سال بعد جب ۱۹۲۵ء میں انٹورپ (بلجیم) میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں ہاکی کو جلا بخشی گئی تھی تو اس وقت صرف ان چار ممالک نے اس ٹورنامنٹ میں حصّہ لیا تھا: انگلینڈ، بلجیم، ڈنمارک اور فرانس۔ لیکن اس کے بعد ہونے والے دوسرے اولمپک کھیلوں سے ہاکی کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اس وقت لیگ کی بُنیاد پر ٹورنامنٹ کھیلے گئے ہر ایک ٹیم کو تین ٹیموں

کے خلاف کھیلنا پڑا۔ انگلینڈ دو میچوں میں ۔بلجیم کو ۱-۱۲ اور ڈنمارک کو ۱-۶ کے اسکور سے ہرا کر ظفریاب ہوا۔ بدقسمتی سے انگلینڈ اور فرانس کے درمیان فائنل میچ نہیں ہوپایا۔ اس کی داستان کچھ اس طرح ہے کہ فائنل میچ سے پہلے شام کو فرانسیسی اور انگریزی ٹیموں کے کھلاڑی شہر میں لطف اٹھانے گئے لیکن دوسرے دن فرانسیسیوں کو بیماری نے آن گھیرا اس طرح وہ ٹورنامنٹ سے دست بردار ہوگئے اور انگلینڈ کو اولمپک کھیلوں میں دوسری فتح نصیب ہوگئی۔ ڈنمارک کو دوسرے نمبر پر اور بلجیم کو تیسرے نمبر پر رکھا گیا۔

اولمپک کمیٹی نے ہاکی ٹورنامنٹ کو دوبارہ زندگی بخشنے کا فیصلہ ۱۹۲۸ء میں ایمسٹرڈم میں ۹ ویں مرتبہ ہونے والے اولمپک کھیلوں کے آغاز میں کیا گیا جس نے ہندوستان کو دُنیا سے اپنی عظمت کا لوہا منوانے کا موقع عطا کیا۔ کچھ وجوہات کی بنا پر اولمپک کھیلوں کا ہاکی ٹورنامنٹ ماہِ مئی میں ہونا قرار پایا جب کہ اَور دوسرے کھیل ماہِ جولائی میں اپنے آخری مراحل میں پہنچے۔ ۱۹ فروری کو انڈین ہاکی فیڈریشن نے ۱۳ کھلاڑیوں کی ایک ٹیم نامزد کی۔ ۳ اور کھلاڑی جو انگلینڈ میں پڑھتے تھے، ان کو بھی لندن میں اس ٹیم میں شرکت کرنے کے لیے منتخب کیا گیا۔ آخرش ۱۰ مارچ کو ۱۳ کھلاڑیوں کی ٹیم نے لندن میں ہونے والے کھیلوں میں شرکت کرنے کے واسطے پانی کے جہاز سے کوچ کیا، لیکن اُس وقت اِس کھیل میں عوامی دل چسپی بہت کم ظاہر ہوئی۔ صرف تین تماشائی دو انڈین ہاکی فیڈریشن کے عہدے دار اور ایک واحد اخباری نمائندے نے ٹیم کو الوداع کہا۔ یہ بے معنی آغاز انڈین ہاکی کے لیے ایک عظیم شہرت کا پیغام لایا۔ اس طرح ہندوستان کی نیشنل ٹیم نے بین الاقوامی شہرت تک پہنچنے کی جستجو میں ہندوستان کے ساحل کو چھوڑا۔

اولمپک کھیلوں کے آغاز سے پہلے ـــ انگلینڈ، ہالینڈ، جرمنی اور بلجیم میں کئی میچ کھیلنے کے بعد ۲۴ اپریل کو ہندوستانی ٹیم جے پال سنگھ کی رہنمائی میں ایمسٹرڈم

پہنچی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک طالب علم کے اضافے کی وجہ سے کھلاڑیوں کی تعداد ۱۴ ہوگئی تھی۔ ۱۶ منتخب کھلاڑیوں میں سے صرف ایک کھلاڑی نے ایمسٹرڈم میں ہونے والے ہاکی میچ میں حصّہ نہیں لیا تھا اور وہ تھے.... مرحوم نواب آف پٹودی، جو اس وقت آکسفورڈ میں تعلیم پا رہے تھے۔

اور اس طرح ـــ آخرش ہندوستان نے پہلا اولمپک میچ ۱۷ مئی کو کھیلا۔ آفتاب پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا، آسمان پر دوُر دوُر تک کسی بادل کا پتہ نہیں تھا، جب ہندوستانی ٹیم جے پال سنگھ کی پیش روی میں اولمپک اسٹیڈیم میں آسٹریا کے مقابلے میں داخل ہوئی۔ ہندوستانی ٹیم نے ذراسی کوشش کے بعد آسٹریا کو صفر کے مقابلے چھ گول سے شکست دی۔ دوسرا میچ مورخہ ۱۹ مئی کو بلجیم سے ہوا۔ اس مرتبہ ہندوستانی ٹیم کو صفر کے مقابلے ۹ گول سے فتح حاصل ہوئی۔ ایک دن کے آرام کے بعد مورخہ ۲۱ مئی کو ہندوستان کو ڈنمارک سے مقابلہ کرنا پڑا اور یہاں بھی صفر کے مقابلے پانچ گول سے فتح نصیب ہوئی۔ مورخہ ۲۲ مئی کو ہندوستان کا سوئٹزرلینڈ سے سیمی فائنل میں مقابلہ ہوا۔ جے پال سنگھ کی کیپٹن شپ میں ٹیم کو صفر کے مقابلے میں ۶ گول سے کامیابی نصیب ہوئی۔ مورخہ ۲۶ مئی کو ہالینڈ سے فائنل میچ ہوا، فیصلہ کن لمحہ آن پہنچا تھا۔ ہندوستانی اپنے سفر کے اختتام تک پہنچ چکے تھے۔ سب کی نظریں ہماری طرف لگی ہوئی تھیں، اور گیارہ اشخاص دُنیا سے ہندوستان کی عظمت کا لوہا منواتے نظر آرہے تھے۔ ابھی تین ہفتے پہلے ہی ایک نمائشی میچ میں ہندوستانی ٹیم نے ایک گول کے مقابلے ہالینڈ کو آٹھ گول سے ہرایا تھا۔ لہٰذا خطرے کے آثار بہت کم تھے، لیکن ہندوستانی ٹیم ٹھیک حالت میں نہیں تھی۔ فیروز خاں اور شوکت علی بیمار تھے۔ خیر سنگھ کے زخمی زانو کی مرہم پٹّی کی جارہی تھی، جس نے اس کو سارے اولمپک

میچوں سے محروم رکھا۔ جے پال سنگھ بھی اس میچ میں نہیں کھیل سکا۔ دھیان چند جو ہندوستانی ٹیم کی پہلی پیشتر کامیابیوں کا خاص ذمہ دار تھا، تیز بُخار میں پھنک رہا تھا۔ اس کے باوجود اس نے کھیل میں حصہ لیا۔ ہندوستانی ٹیم کی رہنمائی 'پنی گر' نے کی اور اس پوزیشن میں کھیلا جو اس کے لیے بہتر نہ تھی، پھر بھی ہندوستان نے ہالینڈ کو اپنی پہلی کوشش میں ہی اولمپک کراؤن حاصل کرنے کے لیے صفر کے مقابلے تین گول سے ہرا دیا۔

میچ کی یہ داستان اب ہندوستانی کھیل کی تاریخ کا ایک اہم حصہ بن چکی ہے۔ دھیان چند کے الفاظ میں :

"ہالینڈ نے بڑی ہمہ گیر اولوالعزمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ میں یہ دیکھ کر متحیّر ہو گیا کہ انھوں نے بڑے سنجیدہ کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ایک طرح سے ہم ان کے اُستاد تھے۔ اگرچہ ہم نے صرف تین گول مارے تھے لیکن ہماری برتری کے چرچے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے —— یقیناً! یہ ایک عظیم الشان مقابلہ تھا۔ ہندوستانی ہاکی کی شاندار روایات ایک چھوٹی سی کُنجی سے دُنیا پر اپنی برتری کے دروازے کھولتی نظر آرہی تھیں۔"

فائنل میچ ایک ہیجان پیدا کرنے والی دل چسپی کا پیغام لایا۔ تقریباً ۲۴ ہزار تماشائی تھے .... یہ کسی ہاکی میچ کو دیکھنے کے لیے سب سے بڑا ہجوم تھا۔ ہالینڈ کی پُشت پر اس کی ہمت بندھانے کے لیے ایک عظیم الشان ہجوم تھا جبکہ ہندوستانی ٹیم کی صرف اپنی مستقل مزاجی اور پائدار دل چسپی تھی۔ ہندوستان کو میدان جیتنے میں کافی وقت لگ گیا۔ نصف وقت سے پہلے صرف ایک گول ہوا۔ دو گول سیکنڈ ہاف میں مارے گئے اور پھر جب میچ ختم ہونے کی فائنل سیٹی بجی —— تو یہ اعلان تھا.... دُنیا میں ایک نئے چیمپین کے قیام کا، مورخہ ۲۹ مئی کو اولمپک اسٹیڈیم میں انعامات تقسیم کرنے کی رسم پوری ہوئی۔ پنی گر نے ٹیم کو اپنی رہنمائی میں 'وکڑی اسٹینڈ' (مقام فتح) پر پیش کیا۔

ہندوستانی ٹیم کے کھیل نے خاص کر قصّے کہانیوں کی طرح مشہور دھیان چند کے بے مثال کھیل نے تماشائیوں اور تنقید نگاروں کو یکساں متاثر کیا۔ ہالینڈ کے ایک نامہ نگار کی نظر میں :

"یہ کوئی ہاکی کا کھیل نہیں ہے بلکہ روزِ روشن میں ہاتھ کی شاندار صفائی ہے۔"

اولمپک کے خصوصی نامہ نگاروں کو کھیل کو بغور دیکھنے کے بعد مشکل سے ہی بیان کرنے کے لیے الفاظ کا ذخیرہ ملا۔ دھیان چند کی، ہاکی کے ماہر جادوگر کے طور پر واہ واہ کی گئی۔ ہندوستانی ٹیم کے اس بے مثال کھیل نے، ہاکی سے دل چسپی کو دوبارہ زندگی دی اور رات بھر میں ہی یہ دُنیا کا ایک عظیم الشان کھیل بن گیا۔

ہندوستان میں ایمسٹرڈم میں ہندوستانی ٹیم کی کامیابی کی خبر کا بڑے فخر و خوشی سے پُرزور سواگت کیا گیا۔ ہندوستان کے لاکھوں باشندوں کے لیے اس وقت صرف ایک کھیل کا نام ہی اولمپک تھا! ہندوستان کی اس فتح نے اگرچہ ہندوستان میں اولمپک سے دل چسپی کے بڑھاؤ میں کوئی مدد تو نہیں دی تاہم ہاکی کو ایک قومی کھیل ضرور قرار دے دیا۔

۱۹۳۲ء میں ہندوستان، لاس اینجلس میں اپنے خطاب کی حفاظت کرنے گیا۔ یہ ہندوستانی کھلاڑیوں کا پہلا گروہ تھا جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کھیل کے سلسلے میں گیا تھا۔ ٹیم کو مقامی باشندوں کی کافی سے زیادہ توجہ ملی۔ ہر شخص دُنیا کے چیمپین کھلاڑیوں کو کھیلتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا، لیکن اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں صرف تین ممالک نے شرکت کی تھی : ہندوستان، جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان دونوں ہی پہلی بار ٹورنامنٹ میں شریک ہوئے تھے۔ اس چیز نے ہندوستان کے کام کو آسان بنا دیا۔

ہندوستان نے پہلا میچ جاپان سے کھیلا اور بغیر کسی جانفشانی کے یہ میچ ۱۱-۱ کے اسکور سے جیتا، تاہم کچھ اہمیت ضرور کم ہو گئی تھی، کیوں کہ جاپانیوں کو ہندوستان کے خلاف

پہلا گول مارنے کا فخر حاصل ہوگیا تھا۔ جاپانیوں کا یہ واحد گول سیکنڈ ہاف میں ہوا۔ جب ان کے آؤٹ سائیڈ لیفٹ اِنوکورا نے ہندوستانی گول کیپر کو تیزی سے جھپکی دیتے ہوئے کورنر پینلٹی ماری۔ بعد میں جاپان نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کو ۲-۹ کے اسکور سے ہرا کر چاندی کا میڈل جیتا — ہندوستان نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کو مورخہ ۱۱ اگست کے مقابلے میں ۱-۲۴ کے اسکور سے شکست دی۔ یہ سب سے زیادہ اونچا اسکور تھا اور کسی بھی انٹرنیشنل ہاکی میچ کا سب سے بڑا شمار تھا۔ آج بھی یہ کرۂ زمین پر نوعِ انسان کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ دھیان چند نے اپنے دو میچوں کے ایک درجن گول مکمل کرنے کے لیے آٹھ گول مارے۔ اس کے چھوٹے بھائی روپ سنگھ نے بھی نو گول مار کر اپنے مجموعے کو بارہ تک پہنچایا۔ گورمیت سنگھ نے بھی پانچ گول مار کر اپنے میزان کو آٹھ تک بڑھایا۔ کا اور پنّی گرنے بھی ہندوستان کے لیے ایک ایک گول کیا۔

اولمپک کے نامہ نگاروں کی طرف سے ہندوستان کو ایک بار پھر اپنے اس بہترین کھیل کے لیے بڑی تعریف و توصیف ملی۔ ان میں سے ایک کی نظر میں: "ہندوستانی ٹیم مشرق کا ایک ایسا عظیم طوفان تھی، جس نے اولمپک اسٹیڈیم میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے گیارہ نمائندوں کو نیچے ڈھکیل کر روند ڈالا۔" کچھ اخباری نمائندوں کی رائے میں: "ہندوستانی کھلاڑیوں کو بائیں ہاتھوں سے کھیل کر یا نرم برف میں چلنے والے جوتے پہن کر امریکنوں کے لیے ایک معقول موقعہ فراہم کرنا چاہیے تھا۔" لاس اینجلس کے ایک اخبار کے خیال میں: "... اور ہندوستانی ٹیم کے کھلاڑی وہ ساحر ہیں جو ہاکی اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی گیند کے ذریعے پورے میدان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی نظربندی کرتے ہوئے پورے میدان میں بھاگ سکتے ہیں۔" لیکن سب سے بہترین خراجِ عقیدت لاس اینجلس کے کھیل کے خصوصی نامہ نگاروں نے ہندوستانی ٹیم کو پیش کیا۔ انھوں نے اسے "کسی کھیل میں مہارت کا بہترین اظہار" کہا۔

ہندوستان نے دوسری بار اپنے اولمپک خطاب کی حفاظت ۱۹۳۶ء میں برلن میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں دنیاوی شہرت کی عزت و عظمت کی چوٹی پر پہنچ کر کی۔ ٹیم کی رہنمائی

'جادوگر' دھیان چند نے کی، جو اب کھیل سے رٹایر ہونے جا رہے تھے۔ اس زمانے میں ایک بے معنی سی یہ بحث اٹھی کہ ہندوستان تیسرے اولمپک کھیلوں میں گولڈ میڈل جیتے گا اور ہندوستانی چھاؤنی میں یہ یقین کامل تھا تاہم دھیان چند اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کی صحت میں شبہ تھا۔ جرمنی کے دارالحکومت پہنچنے کے مشکل سے تین دن کے بعد ہندوستانی ٹیم نے جرمنی کی قومی ٹیم کے مقابلے میں ایک مشق کے طور پر کھیلے گئے میچ کو ایک گول کے مقابلے میں چار گول سے کھو دیا۔ جرمن کھیل میں قابلِ توجہ اصلاح پیدا کر چکے تھے۔ انھوں نے تیزی سے بھاگتے ہوئے اچھا کھیل کھیلا اور پہلی مرتبہ اپنا پچھلا ریکارڈ صاف کیا۔ میدان کی حالت ہندوستانی کھیل کے طرز کے مطابق
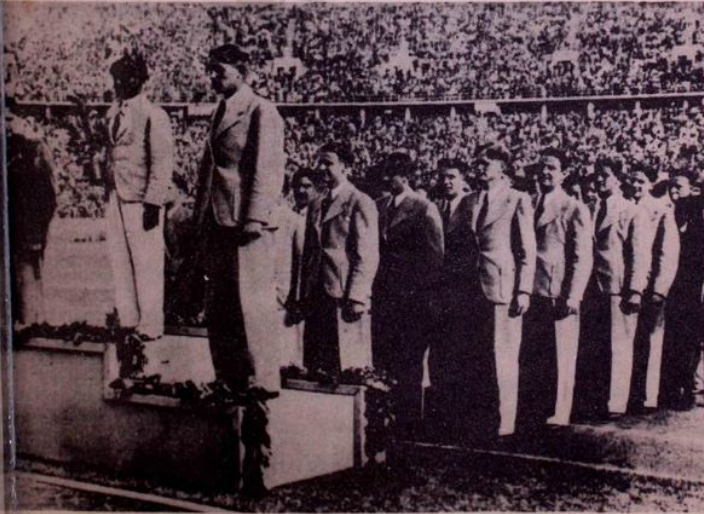
دھیان چند (مرکز) برلن اولمپکس (۱۹۳۶) میں ہندوستانی ٹیم کی رہنمائی کرتے ہوئے وکٹری اسٹینڈ پر

نہ تھی، اس لیے ہندوستانی ٹیم کو ان چھوٹی چھوٹی وجوہ کی بنا پر شکست تسلیم کرنا پڑی۔ مَرے پر سو دُرّے والی بات یہ تھی، روپ سنگھ بیمار تھا۔ اس چیز نے ہندوستانی ٹیم کی مشکلات میں اور اضافہ کیا۔ ڈیفنس بہت کمزور ہوگیا تھا۔ فارورڈ کھلاڑیوں نے اس کمی کو بہت محسوس کیا۔ ہندوستان کی یہ حالت صرف ایک مستقل اِن سائیڈ رائٹ کی غیرموجودگی کی وجہ سے تھی۔ اس چیز نے ٹیم کو بہت جلد ہَول میں مُبتلا کر دیا۔ ٹیم نے انڈین ہاکی فیڈریشن کے صدر کے نام ایک تاکیدی پیغام بھیجا کہ وہ ایم۔ این۔ مسعود کی جگہ پُر کرنے کے لیے علی اقتدار دارا کو بھیجا جائے جو کہ ٹیم میں اپنی ترتیب کھو چکا تھا۔ دارا ہوائی جہاز کے ذریعے صرف ایک دن پہلے برلن پہنچا، جب فرانس سے سیمی فائنل میچ ہونے والا تھا۔

مشق کے طور پر کھیلے گئے آٹھ میچوں کے بعد ہندوستان کا ہنگری سے پہلا اولمپک میچ ہوا۔ ہنگری کو یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ ایک ہاکی کھیلنے والا مُلک ہے۔ ہنگری نے یہ میچ ۴-۰ گول سے ہارا۔ دوسرا مقابلہ ریاستہائے متحدہ امریکہ سے ہوا، جسے اولمپک کے بہادروں نے صفر کے مقابلے سات گول سے جیتا اور جاپان کو بھی نو گول سے اولمپک ہاکی سے خارج کر دیا۔ جرمنی کے مقابلے میں فائنل میچ میں داخل ہونے سے پہلے ہندوستان نے فرانس کو سیمی فائنل میں ۱۰-۰ گول سے شکست دی۔ دارا نے اپنا پہلا اولمپک میچ کھیلتے ہوئے فرانس کے خلاف دو گول مارے۔ ایک نادر اتفاق! لیکن ایسا اتفاق جس کا نتیجہ مشکل سے ہی نکلتا ہے۔ ہندوستان اور جرمنی کا فائنل میچ ۱۵ اگست کو ہوا، جس کے گیارہ سال کے بعد اسی روز دُنیا نے ہندوستان میں آزادی کا جنم دیکھا۔

جب سے آج تک کھلاڑی ایک آزاد مُلک کے لیے کھیلتے چلے آرہے ہیں، لیکن ان ہندوستانی کھلاڑیوں کے محسوسات کو سمجھنا واقعی بہت مشکل امر ہے، جو ایک غیر ملکی جھنڈے کے نیچے کھیلا کرتے تھے۔ حُبّ الوطنی کے قابل قدر خیالات کا اس روز پتہ چلا جب کھلاڑی پہلے میچ سے پہلے کمرے میں پہلی مرتبہ کپڑے بدلنے جمع ہوئے۔ میدان میں جانے سے پہلے سب کھلاڑیوں نے

انڈین نیشنل کانگریس کے سہ رنگے جھنڈے کو بڑی تعظیم سے سلوٹ دیا، جس کو ان کا مینیجر اپنے ساتھ برلن لے گیا تھا۔

فائنل میچ دن کے گیارہ بجے ۴۰ ہزار تماشائیوں کے سامنے کھیلا گیا۔ یہ پہلا اتنا بڑا مجمع تھا جو کسی اولمپک ہاکی میچ کو دیکھنے کے واسطے جمع ہوا تھا۔ میدان خراب حالت میں تھا کیونکہ گذشتہ شام کو کافی زور کی بارش ہو چکی تھی۔ اس لیے فائنل میچ ایک دن کے واسطے مُلتوی کر دیا گیا۔ کھیل کے دوران دھیان چند نے اپنے جوُتے اُتارے اور ننگے پیر کھیلنے لگا۔ پہلے ہاف میں جرمنی نے ایک گول مار کر ہندوستان کو دبائے رکھا۔ اِنٹرول کے بعد ہندوستان کا دباؤ بڑھا اور ہندوستان نے جیتنے کے لیے سات گول مارے جبکہ جرمنی کا صرف ایک گول ہوا تھا۔ ۸-۱ کے اسکور سے جیت کر ہندوستان نے ایک بار پھر یہ واضح کر دیا کہ وہ دُنیا میں سب سے اچھا ہاکی کھیلنے والا مُلک ہے۔ دھیان چند نے لگاتار تیسرے اولمپک میں ہندوستان کی طرف سے اپنے آپ کو 'وکٹری اسٹینڈ' پر پیش کیا۔

ایک عظیم سانحہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں ایک نئے مُلک پاکستان کو جنم دیا گیا۔ برلن کے بعد ۱۹۴۸ء میں لندن میں ہونے والے اولمپک کھیلوں کے دوران ہندوستان کے ساتھ اب پاکستان بھی مقابلے میں تھا۔ اس طرح ہندوستان نے ہاکی کے بہترین کھلاڑیوں کے حصول کا ایک اچھا میدان کھو دیا تھا۔ لندن میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں ایک بھی کھلاڑی ایسا نہیں تھا جو پچھلے اولمپک کھیلوں میں کھیلا ہو۔ ہندوستانی ٹیم کی رہنمائی کشن لال نے کی اور چوتھی بار ہندوستان کے لیے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ آسٹریا کو پہلے میچ میں صفر کے مقابلے میں ۹ گول سے ہرا کر، ارجن ٹائینا کو ایک گول کے مقابلے ۹ گول سے ہرا کر، اسپین کو (۲-۰) سے ہالینڈ کو (۲-۱) سے ہرا کر فتح کی جانب اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ برطانیہ سے فائنل میچ کھیلا گیا۔ بیس سال پہلے جب ہندوستان پہلی بار اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں داخل ہوا تھا اس وقت سے آج تک اس کی ہندوستان سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ ہندوستانی ٹیم نے

بلبیر سنگھ میلبورن اولمپکس (۱۹۵۶) میں وکٹری اسٹینڈ پر

۴۰ء سے ہرا کر تاج برطانیہ سے اولمپک کراؤن حاصل کیا۔

کشن لال

یہی منظر ۱۹۵۲ء میں فن لینڈ کے دارالحکومت ہیلسنکی کے مقام پر ۱۵ ویں اولمپک کھیلوں میں پیش آیا۔ ایک مرتبہ پھر ہندوستان کی ساری خوش قسمتی ہاکی کی جیت میں جمع ہوگئی تھی۔

کپتان کا عہدہ کے۔ ڈی۔ سنگھ 'بابو' کے سپرد کیا گیا جو پچھلی اولمپک ٹیم کا نائب کپتان تھا۔ اٹھارہ کھلاڑیوں میں سے صرف آٹھ کھلاڑی وہ تھے جنھوں نے لندن میں ہونے والے اولمپک کھیلوں میں ہندوستان کی نمائندگی کی تھی۔ بہرکیف آٹھ ٹیمیں اولمپک ہاکی میں شامل ہوئیں اور اس وقت ہندوستان کو مقابلے میں آسانی ہوئی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہی اس نے گولڈ میڈل حاصل کرلیا۔ ہندوستان نے آسٹریا کو (۴-۰) سے شکست دی اور برطانیہ کو (۳-۱) سے شکست دے کر فائنل میں داخل ہوا۔ ہالینڈ نے اولمپک کے چیمپیئنوں کو فائنل میں مقابلے کے لیے للکارا، لیکن ایک گول کے مقابلے چار گول سے شکست کھائی اور ہندوستان نے لگاتار پانچویں بار اولمپک ہاکی تحفہ حاصل کیا۔

ہندوستانی کپتان 'بابو' کو اولمپک کھیلوں میں اپنے ملک کو فتح کی طرف رہنمائی کرنے کی عزت کے علاوہ امریکہ کے کھیل کے نوبل پرائز "ہیلمز ٹرافی" پانے کا بھی فخر حاصل ہوا۔ یہ انعام اسے ۱۹۵۳ء میں ایشیا کا بہترین کھلاڑی ہونے پر اور ۱۹۵۲ء میں اولمپک کھیلوں میں دنیا کا بہترین کھلاڑی ہونے پر دیا گیا تھا۔

۱۹۵۶ء میں میلبورن اولمپک کھیلوں میں ہندوستانی ٹیم کی کپتان شپ پنجاب

کے بلبیر سنگھ نے سنبھالی۔ اس نے ہیلسنکی میں ہندوستان کی طرف سے ہونے والے ۱۳ گولوں میں سے ۹ گول مارے تھے۔ بارہ ٹیموں کو تین گروپ میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہندوستان نے اپنے گروپ کے سارے میچ — تین میچوں میں ۳۶ گول مار کر جیتے، جبکہ اس پر کوئی گول نہیں ہوا۔ ہندوستان نے افغانستان کو (۰-۱۴) سے، یو۔ ایس۔ اے کو (۰-۶) سے اور سنگاپور کو (۰-۶) سے شکست دی۔ سیمی فائنل میں ہندوستان کا جرمنی سے بڑا سخت مقابلہ ہوا اور ہندوستان صرف ایک گول سے فتح یاب ہو سکا۔

تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان کا پہلی بار ہندوستان سے چھٹے اولمپک کھیلوں میں

ہندوستان بمقابلہ نیوزی لینڈ۔ روم اولمپکس (۱۹۶۰)

فائنل میچ میں مقابلہ ہوا۔ بے حد محنت سے کھیلے گئے اس میچ میں ہندوستان کو صرف ایک گول سے فتح نصیب ہوئی جسے سیکنڈ ہاف کے دوران آر۔ ایس۔ جینٹل نے شارٹ کورنر کے آدھے راستے سے مارا تھا۔ اس طرح ہندوستان نے چھٹی بار 'طلائی تمغہ' کی حفاظت کی۔ اولمپک کے کسی کھیل میں کسی ملک کا یہ پہلا ریکارڈ تھا۔ ۱۹۶۰ء میں سترہویں بار اولمپک کھیل مشہور و معروف قدیم روم کے 'لافانی شہر' (اٹرنل سٹی) میں ہوئے۔ ہاکی کے خطاب کی حفاظت کی ذمہ داری ایل۔ کلاڈیس کے سپرد کی گئی اور ہندوستان نے ڈنمارک کو (۰-۱۰) سے، ہالینڈ کو (۱-۴) سے اور نیوزی لینڈ کو (۰-۳) سے شکست دی۔ ڈنمارک کے مقابلے میں پرتھی پال سنگھ اور آر۔ ایس۔ بھولا نے 'ہیٹ ٹرک' کر کے خصوصی مقام حاصل کیا جبکہ پیٹرا اور جسونت سنگھ دونوں نے، دو دو گول مارے۔ ہالینڈ نے میچ کے شروع کے ۸ منٹ میں ہندوستان سے آگے ہو کر اسے خوف زدہ کر دیا لیکن ہندوستان نے بارہ منٹ بعد گول برابر کیا اور کھیل ختم ہونے سے کچھ دیر پہلے

ایل - کلاڈیس

پرتھی پال سنگھ

شارٹ کورنر سے تیزی سے تین گول مارے۔

ٹورنامنٹ کا بہت اہم میچ آسٹریا سے ہوا جس میں ہندوستان کو میچ جیتنے کے لیے بڑی سخت کوشش کرنی پڑی۔ میچ کے دوران کوئی گول نہیں ہوا۔ کھیلنے کے لیے مزید وقت دیا گیا جس میں ہندوستان کو بڑی مشکل سے ایک گول سے جیت نصیب ہوئی۔ یہ گول آر۔ این بھولا نے زائد وقت کے پہلے چھ منٹ کے اندر پینلٹی کارنر سے کیا۔

وی۔ جے۔ پیٹر

جسونت سنگھ

سیمی فائنل میں ہندوستان کا حریف برطانیہ تھا۔ اور ہندوستان ایک بار پھر اس قابل ہوا کہ تاجِ برطانیہ کے غرور کو دوبارہ پارہ پارہ کر دے۔ میلبورن کے فائنل میچ میں ہندوستان کی پاکستان سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت پاکستان صفر کے مقابلے میں ایک گول سے جیتا۔ اس طرح طلائی تمغہ ہم سے چھین لیا گیا۔ قسمت کا چکّر پورا ہو چکا تھا۔ ہندوستان کے مسلسل ۳۲ سالہ غلبے کے بعد دُنیا میں ایک نیا چیمپین پیدا ہو چکا تھا۔

۱۹۶۴ء میں پہلی مرتبہ ایشیا

ٹوکیو اولمپکس (۱۹۶۴ء) میں ہندوستان بمقابلہ کنیڈا

کی سرزمین پر ہونے والے ٹوکیو اولمپک کھیلوں میں ہندوستان نے ایک بار پھر اپنی عظمت دوبارہ حاصل کرنے کے لیے جان کی بازی لگادی۔ گروپ میچوں میں ہندوستان ۱۲ پوائنٹ سے سبقت لے گیا۔ دو زبردست مقابلوں کے علاوہ اسے پچھلے میچوں کے مقابلے میں بہت کم گولوں سے فتح نصیب ہوئی۔ ہندوستان نے بلجیم کو (۰-۲) سے شکست دی۔ جرمنی کو (۱-۱) سے برابر کیا۔ ہانگ کانگ کو (۰-۶) سے، ملائشیا کو (۱-۳) سے، کناڈا کو (۳-۶) سے اور ہالینڈ کو (۱-۲) سے شکست دی۔ سیمی فائنل میں آسٹریلیا کو ۱-۳ سے شکست دے کر فائنل میں

داخل ہوا اور اولمپک کھیلوں میں تیسری بار پاکستان کے ساتھ قسمت آزمائی۔

مہندر لال

فائنل میچ ایک سرد سہ پہر میں ایک مرطوب خطے پر جس پر صبح سویرے ہی بارش ہو چکی تھی، کھیلا گیا۔ پہلے ہاف کے بعد جس میں کوئی گول نہیں ہوا تھا۔ ہندوستان نے پیش قدمی کی۔ پرتھی پال سنگھ کا گول ہوتے ہوتے رہ گیا۔ جب اس کا پینلٹی کورنر سے کچھ دور کا شاٹ گول کیپر مُنیر دار کے پیڈ سے ٹکرا کر نیچے گرا، جسے اس نے پاؤں سے روک لیا۔ پاکستان کی قوانینِ ہاکی کے خلاف ورزی کے تحت پینلٹی تجویز کی گئی، جس سے مہندر لال نے فائدہ اٹھایا۔ ہندوستان کو ایک گول سے فتح اور طلائی تمغہ ملا۔ میچ کے اختتام کے وقت پاکستان بہت جی توڑ کر کھیلا اور ہندوستان کو بہت سے لمحۂ فکر دیے، لیکن ہندوستانی گول کیپر بہت عمدگی سے کھیلا۔ اس نے اپنے پر گول کھانے سے انکار کر دیا۔ ہندوستان نے اس طرح آٹھ اولمپک کھیلوں میں سات طلائی تمغے حاصل کیے۔

۱۹۶۸ء میں ہندوستان نے میکسیکو شہر میں ہونے والے اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں ۹ ویں بار حصّہ لیا۔ اِس وقت ہندوستانی ٹیم کے دو کپتان تھے، پرتھی پال سنگھ اور گوربخش سنگھ۔ ہندوستانی خطاب کی حفاظت کا آغاز بد قسمتی سے شروع ہوا —— خطاب یافتہ ٹیم نے اپنے پہلے میچ میں نیوزی لینڈ سے ۲-۱ سے شکست کھائی۔ تاہم گروپ کے باقی چھ میچوں کو جیت کر سیمی فائنل میں بھی فتح حاصل کی۔ ہندوستان نے مغربی

شنکر لکشمن، ہندوستان کا اولمپک گول کیپر۔ ان بھاری پیڈوں کو دیکھیے جو اس نے اپنی ٹانگوں پر باندھ رکھے ہیں۔

جرمنی کو (۱-۲) سے، میکسیکو کو (۰-۸) سے، اسپین کو (۰-۱) سے، بلجیم کو (۱-۲) سے، جاپان کو (۰-۶) سے، مشرقی جرمنی کو (۰-۱) سے شکست دی۔ یہ بھی ہوا کہ جاپانیوں نے ایمپائر کے فیصلے کے خلاف اعتراض کر کے میدان چھوڑ دیا۔ انٹرنیشنل

میکسیکو اولمپکس (۱۹۶۸) میں ہندوستان بمقابلہ نیوزی لینڈ
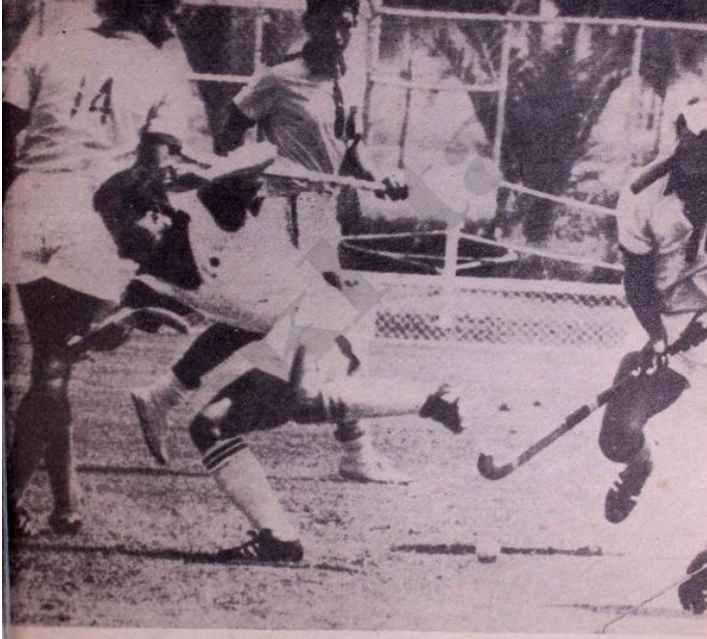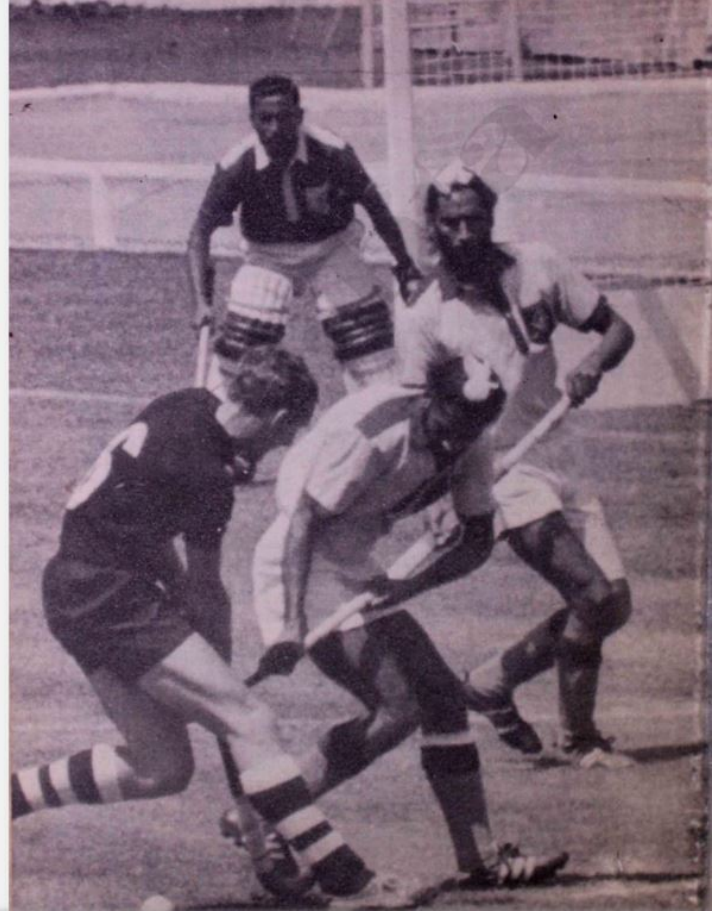
میکسیکو اولمپکس (۱۹۶۸) میں ہندوستان جاپان کے مقابلے میں

ہاکی فیڈریشن کے فیصلے کے مطابق اس میچ کا فائدہ ہندوستان کو دیا گیا۔ سیمی فائنل میں آسٹریلیا نے ہندوستان کو ۲-۱ سے زبردست شکست دی۔ چالیس سال کے اس لمبے عرصے میں ہندوستان پہلی مرتبہ فائنل میں داخل ہونے کے ناقابل ہوگیا تھا۔ کانس کے تمغے کے لیے ہندوستان کا مقابلہ جرمنی سے ہوا، جس میں ہندوستان نے اسے ۱-۲ سے ہراکر

تیسرا مقام حاصل کیا۔ تاہم پاکستان نے آسٹریلیا کو شکست دی اور طلائی تمغے کو ایشیا میں ہی رکھا۔

۱۹۷۲ء میں میونخ میں ہونے والے اولمپکس میں ہندوستان سیمی فائنل میں ہی پاکستان سے ہار گیا، لیکن ہالینڈ پر ۱-۳ سے فتح حاصل کر کے اس بار بھی کانسے کا تمغہ جیتا۔ اسی اولمپکس فائنل میچ میں پاکستان مغربی جرمنی سے شکست کھا گیا اور اس طرح ۱۹۲۸ء کے بعد پہلی بار کسی یورپی قوم کو عالمی ہاکی میں اقتدار اعلیٰ حاصل ہوا۔ ہندوستان نے ایمسٹرڈم کی مئی ۱۹۲۸ء کی اُس تاریخی سہ پہر سے لے کر جبکہ وہ ایک ستارے کی طرح عالمی کھیلوں کے افق پر روشن ہوا تھا، اب تک ایک طویل مسافت طے کی ہے لیکن ترقی کے لیے سفر مسلسل جاری ہے۔
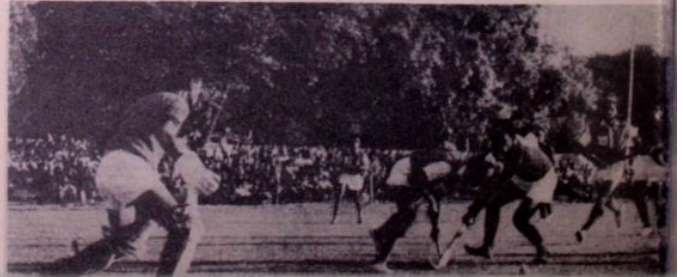
ایشیائی کھیل — ہاکی

'ایشین گیمز ہاکی' کا سب سے پہلا ٹورنامنٹ ٹوکیو میں ہونے والے ایشیائی کھیلوں میں ہوا۔ ہندوستان، پاکستان کو ملا کر صرف پانچ ٹیموں نے حصّہ لیا۔ لیگ کی بنیاد پر ٹورنامنٹ کھیلا گیا۔ ہندوستان اور پاکستان نے اپنے اپنے سارے میچ جیتے۔ پھر ٹورنامنٹ کے اس کھیل کے لیے ان دونوں ممالک کا ٹکراؤ ہوا۔ فائنل تک پہنچنے کے لیے ہندوستان نے ملائیشیا کو ۰-۶ سے، جنوبی کوریا کو ۲-۱ سے اور جاپان کو ۰-۸ سے شکست دی تھی جبکہ دوسری طرف پاکستان نے ملائیشیا کو ۰-۶ سے، جنوبی کوریا کو ۰-۸ سے اور جاپان کو ۰-۸ سے شکست دی تھی۔ ہندوستان، پاکستان کے درمیان میچ بہت اجڈ طریقے سے ہوا، جس میں کئی کھلاڑیوں کو چوٹیں آئیں۔ شہنشاہ جاپان بذاتِ خود دُنیا کی دو بہترین ٹیموں کا میچ دیکھنے آئے تھے، لیکن ہاف ٹائم میں ہی میچ چھوڑ کر چلے گئے کیوں کہ کھیل پر فساد کا گمان ہونے لگا تھا۔ میچ برابر ہو گیا۔ کوئی بھی ٹیم گول نہیں کر پائی۔ پھر بھی پہلا ایشیائی طلائی تمغہ پاکستان کو دیا گیا کیوں کہ ٹورنامنٹ میں پاکستانی گولوں کا اوسط ۱۹ تھا جبکہ ہندوستان کے گولوں کی مجموعی تعداد ۱۶ تھی۔

چوتھے ایشیائی کھیلوں کا ہاکی ٹورنامنٹ انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتا میں، ٹوکیو کے نمونے پر ہوا۔ اس وقت ٹیموں کو ہندوستان، پاکستان کے تحت دو گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہندوستان ملایا کو ۰-۳ سے، ہانگ کانگ کو ۰-۴ سے اور جنوبی کوریا کو ۰-۵ سے شکست دے کر سیمی فائنل میں داخل ہوا۔

سیمی فائنل میں ہندوستان نے جاپان کو ۰-۷ سے شکست دی۔ ایک مرتبہ پھر ہندوستان پاکستان سے دوبدو مقابلے کے لیے تیار تھا۔ دو سال پہلے روم میں اولمپک طلائی تمغہ جیتنے کے بعد پاکستان نے ہندوستان کو مقابلے کے لیے للکارا تھا۔ جکارتا میں ہونے والا یہ میچ ہندوستان کے لیے بدقسمتی کا پیغام لایا۔ کھیل کے شروع کے ہی پانچ منٹوں میں ہندوستان کے خلاف پاکستان کو پینلٹی کارنر ملا۔ اس چیز کو ہندوستانی کیپٹن چرنجیت سنگھ نے اپنی بے عزتی سمجھا اور کھیل سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن کے بغیر ٹیم نے دل چھوڑ دیا۔ صرف دس آدمی میچ کھیلتے رہے۔ ہندوستان پاکستان کی صف آرائی کے دباؤ کو نہیں روک سکا۔ مجموعی طور پر ہندوستان نے بہت گندہ کھیل دکھایا اور صفر کے مقابلے دو گول سے زبردست شکست کھائی۔

چار سال کے بعد ۵ ویں ایشیائی کھیل تھائی لینڈ کے خوب صورت دارالحکومت بنکاک میں منعقد ہوئے۔ اس وقت تک اولمپک کراؤن ایک بار پھر ہاتھ تبدیل کرچکا تھا۔ ۱۹۶۴ء میں منعقد ہونے والے اولمپک کھیلوں میں ہندوستان کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ مقابلے کے لیے نو ٹیمیں تھیں۔ ان ٹیموں کو ہندوستان و پاکستان کی رہنمائی میں دو گروپ میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میچ اسی نمونے پر کھیلے گئے، جس نمونے پر پہلے دو ایشیائی کھیل کھیلے جاچکے تھے۔ ہندوستان اور پاکستان نے اپنے اپنے گروپ کے سارے میچ جیت لیے۔ ہندوستان نے ملائیشیا کو ۰-۱ سے سیلون کو ۰-۳ سے اور جنوبی کوریا کو ۰-۱ سے شکست دی۔ سیمی فائنل میں ہندوستان نے جاپان کو ۰-۳ سے شکست دی۔ دوسرے گروپ میں پاکستان نے ہانگ کانگ کو ۰-۵ سے اور تھائی لینڈ کو ۰-۱۳ سے شکست دی۔ ایشیائی کھیلوں میں کسی ٹیم کی یہ سب سے بڑی فتح تھی۔ سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ ملائیشیا سے ہوا، جس کو اس نے ۱-۵ سے جیتا اور اس طرح ایک بار پھر

ہندوستان پاکستان کے فائنل میچ کا موقعہ آیا۔ دونوں ممالک کی یہ چھٹی ملاقات تھی۔ دونوں ٹیمیں اختتام تک کھیلتی رہیں۔ کھیل کے ۷۰ منٹ میں بھی کوئی گول نہیں ہوا۔ کھیلنے کے لیے زائد وقت دیا گیا۔ زائد وقت کے پہلے ہاف کے شروع کے چھ منٹوں میں بلبیر سنگھ (ریلوے) سے ایک اتفاقی گول ہوا، جس نے ہندوستان کو ایشیائی کھیلوں میں ہاکی ٹورنامنٹ کی پہلی فتح دی۔ اس کامیابی کے ساتھ ہی ہندوستان ایک بار پھر اولمپک اور ایشیائی ہاکی کے خطابات حاصل کر کے 'ورلڈ چیمپین' ہوگیا تھا۔

چھٹے ایشیائی کھیل دسمبر ۱۹۷۰ء میں بنکاک میں دوبارہ منعقد ہوئے۔ ہندوستان نے میکسیکو میں نویں اولمپک کے خطاب کو کھو کر دو سال بعد بنکاک کے ایشیائی کھیلوں میں، ایک نئی ٹیم کو ایک نئے کیپٹن کی رہنمائی میں دے کر شرکت کی۔ دو مختلف گروپوں میں کھیلتے ہوئے ہندوستان نے اپنے سارے میچ جیت لیے۔ ہندوستان نے سنگاپور کو ۰-۷ سے، سیلون کو ۰-۶ سے اور ملائیشیا کو ۰-۲ سے شکست دی۔ پاکستان نے اپنے پہلے دو میچ جاپان سے (۰-۳) اور ہانگ کانگ سے (۰-۱۰) جیتے۔ اگلا میچ تھائی لینڈ کے برابر ہوگیا۔ سیمی فائنل میں ہندوستان نے جاپان کو

بلبیر سنگھ

۱-۰ سے شکست دی جبکہ پاکستان نے ملائیشیا پر ۰-۵ سے فتح پائی۔ اسی طرح لگاتار چوتھی مرتبہ ہندوستان اور پاکستان کا مقابلہ فائنل میں ہوا۔ ہندوستان نے ہَوا کی سی تیزی سے کھیل کھیلا جبکہ پاکستان نے اچھے کھیل کی نمائش نہیں کی۔ میچ کے شروع کے پندرہ منٹ تک پاکستان کوئی اچھا کھیل نہیں دِکھا پایا۔ اس کے باوجود اس پر ہندوستان کوئی گول نہیں کرسکا۔ اختتام کی سیٹی بجنے تک کسی ٹیم کا اسکور نہیں ہوا تھا۔ اس لیے ۱۵ منٹ زائد وقت کے طور پر دیے گئے، لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ فیصلہ کا نیا 'اچانک موت' کا طریقہ پھر اپنایا گیا۔ اس وقت پاکستان، ۹ منٹ کے اندر ایک گول مارنے میں کامیاب ہوگیا۔ میچ فوراً ہی ختم ہوگیا۔ ہندوستان چار ایشیائی کھیلوں میں تین بار پاکستان کے مقابلے میں طلائی تمغہ ہار چکا تھا۔ اس کھیل کے ساتھ ہی ہندوستان کی عظمت کو ۴۲ سال کے عرصے میں دوبارہ گرہن لگ گیا تھا!

بین الاقوامی مقابلے

بین الاقوامی ہاکی کے میدان میں ہندوستان کی پہلی موجودگی اولمپک کھیلوں میں نہیں تھی۔ پہلا سمندر پار ٹور ۱۹۲۶ء میں گرمیوں کے آغاز میں ہوا۔ جب ہندوستانی ٹیم دو ماہ کے لیے نیوزی لینڈ گئی۔ غیر ملکی ٹیم کے خلاف پہلا میچ ترتیب دینے کا کارنامہ اور پہلا سمندر پار کا ٹور لگانے کی عزّت ہندوستانی فوج کو دی جاتی ہے۔ اس ٹیم نے، جس میں دھیان چند بھی شامل تھا، ۲۱ میچ کھیلے جس میں سے ۱۸ جیتے، ۲ برابر رہے اور ایک میچ ہارا۔ تین ٹیسٹ میچوں نے بھی ہندوستان کو تھوڑی بہت عزّت بخشی۔ ہندوستان نے پہلا میچ دو گول کے مقابلے تین گول سے جیتا۔ دوسرا میچ تین گول کے مقابلے چار گول سے ہارا۔ تیسرا میچ ایک ایک گول سے برابر ہوگیا۔ تاہم ہندوستانی فوج نے ۲۴ گولوں کے مقابلے ۱۹۲ گولوں سے اپنی فوقیت برقرار رکھی۔ ٹور صرف اس وجہ سے یاد رکھا گیا کہ اس نے دھیان چند کو مُلک کے سب سے بہترین سنٹر فارورڈ کی حیثیت سے روشناس کرایا تھا۔

۴۵ سال پہلے نیوزی لینڈ میں غیر مُلکی دورے کے بعد سے ہندوستانی ہاکی ٹیموں نے ۹ اولمپک کھیلوں، چار ایشیائی کھیلوں اور سات ہاکی کے بین الاقوامی ٹورنامنٹس میں حصّہ لیا ہے ـــــ ہندوستانی ٹیم دوسری غیر مُلکی ٹیموں کے مقابلے میں جنھوں نے ہندوستان میں کھیلا ہے، دُنیا کے

بنکاک (۱۹۷۰) میں ہونے والے چھٹے ایشیائی کھیلوں میں ہندوستان جاپان کے مقابلے میں

زیادہ حصّوں میں کھیل چکی ہیں۔ ان میچوں میں ہندوستان کے ہاکی کھلاڑیوں نے اپنی ہُنرمندی دِکھائی اور کرۂ زمین پر، دور دراز کے علاقوں میں اس کھیل کے مقبول ہونے میں مدد دی۔ تنقید نگاروں سے انھوں نے بے شمار تعریف و توصیف حاصل کی اور لاکھوں تماشائیوں کو اپنے اس ہُنر سے ہیجان میں بتلا کر دیا۔

۱۹۳۵ء میں نیوزی لینڈ کے اپنے اس غیر ملکی دورے پر ہندوستانی ٹیم نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ٹیم کی رہنمائی دھیان چند نے کی۔ اس وقت اس کا کھیل پورے شباب پر تھا۔ ٹیم نے ۴۸ میچ کھیلے اور سب کے سب جیتے۔ اس دوران تین ٹیسٹ میچ بھی کھیلے گئے، جنھیں ہندوستان نے ۲-۴ سے، ۲-۳ سے اور ۱-۷ سے جیتا۔ ہندوستان نے ۵۸۴ گول مارے جبکہ اس کے خلاف صرف ۴۰ گول پڑے۔ دھیان چند کے بذاتِ خود اس عظیم الشان مجموعے میں ۲۰۰ گول تھے، جو اس نے ۴۳ میچوں میں مارے تھے۔ 'جادوگر' کے چھوٹے بھائی روپ سنگھ نے ۱۸۷ گول مارے اور ایف۔ سی۔ ویلس نے ۱۱۲ گول اپنے شمار کروائے۔

تنقید نگاروں نے طیش میں آکر بھی تعریف ہی کی۔ لاتعداد آدمیوں کا ہجوم ہندوستانی کھلاڑیوں کا کھیل دیکھنے کے لیے موجود تھا۔ ایک آسٹریلوی نامہ نگار نے سِڈنی کے ایک اخبار میں کچھ اس طرح اپنی رائے ظاہر کی:

"نحیف و نزار جسم اٹھانے والی دُبلی پتلی ربڑ جیسی ٹانگیں میدان میں پرواز کر رہی ہیں۔ چہروں پر اُمنگ بھرے جذبات پھیلے ہوئے ہیں۔ ہاتھ کے پہنچوں نے کچھ اس طرح چھڑیاں (ہاکیاں) پکڑ رکھی ہیں جس طرح کوئی جادوگر اپنا عصا پکڑتا ہے ---- اور سفید رنگ کے باشندے، بے معنی کوشش کے لیے اِدھر اُدھر

بھاگ رہے ہیں۔

"سیاہ جلد والے جودھاؤں نے گیند پر سحر کرکے اُسے ناقابلِ تسخیر بنادیا ہے۔ وہ اپنی ہاکیوں پر گیند بالکل اس طرح سے اٹھالیتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص ٹینس کی گیند کو میدان سے ریکٹ پر اٹھالے اور گیند ان کی ہاکیوں پر بالکل اس طرح رُکی رہتی ہے جیسے درانتی پر سریش چپک جائے۔ وہ گیند کی بوچھار کو اس طرح روک لیتے ہیں جیسے ایک والی بال کھیلنے والا کھلاڑی۔ اور بڑی حلیمی سے آہستہ آہستہ تھپتھپاتے ہوئے اپنی تابع کلائی کی خفیف سی حرکت سے گیند کو مُڑنے اور جُھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اور یہ ایک تعجب خیز مہارت ہے! دُبلا پتلا دھیان چند نہایت خطرناک حد تک تیزرو ہے اور اس بات کی پیدائشی قابلیت رکھتا ہے کہ کوئی بات واقع ہونے سے پہلے گیند کو کس طرح اپنے علاقے سے صاف کیا جاتا ہے۔ اس کی آنکھ چیل کی سی ہے اور رفتار گرے ہاؤنڈ کی۔ اس نے ہمیں یہ دِکھادیا کہ حریفوں کے ایک بڑے مجمع کے حلقے میں گیند کی کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔ گیند پر چوٹ مار کر نہیں، اس کو مقبوضہ بناکر نہیں بلکہ اپنی ہاکی کے ذریعے پہلو بہ پہلو گیند کی حفاظت اس طرح کرکے جس طرح جالا بُن دیا جاتا ہے۔"

انٹرنیشنل ٹورنامنٹس میں ہندوستان کا کھیل بہت مؤثر رہا۔ ۱۹۵۵ء میں وارسا ٹورنامنٹ کے حصّہ لینے والے سات مُلکوں سے سارے میچ آسانی سے جیت کر سبقت حاصل کی۔ ۱۹۵۹ء میں ہندوستان نے ایک بار پھر انٹرنیشنل فیسٹول ٹورنامنٹ میں جو بارسیلونا (اسپین) کے مقام پر ہوا، ہاکی کو جلا بخشی۔ بعد میں میونچ (مغربی جرمنی) میں ہونے والے انٹرنیشنل فیسٹول ٹورنامنٹ کے پانچ میچوں میں سے دو میچ جیتے، باقی تین میچ برابر ہوگئے۔ البتہ یہ لکھنا ضروری ہے کہ ان ٹورنامنٹس میں پاکستان نے کوئی حصّہ نہیں لیا۔

ہندوستان نے پہلے انٹرنیشنل ٹورنامنٹ میں اپنی ہی سرزمین پر حصّہ لیا، جو ۱۹۶۲ء میں احمد آباد کے مقام پر ہوا۔ ہندوستان کے علاوہ ۹ مُلک اس میں شریک ہوئے۔ ٹورنامنٹ لیگ کی بُنیاد پر کھیلا گیا۔ ہندوستان نے سارے میچ جیتے اور ۱۸ پوائنٹ بناکر پہلا مقام حاصل کیا۔ مغربی جرمنی ایک پوائنٹ سے سیکنڈ پر آیا۔ آسٹریلیا نے ۱۳ پوائنٹ سے تیسرا مقام حاصل کیا۔

دوسرا انٹرنیشنل ٹورنامنٹ ۱۹۶۳ء میں لیونس (فرانس) کے مقام پر ہوا۔ یہاں ہندوستان نے ایک بار پھر اپنی برتری ثابت کردی۔ ۱۳ ٹیموں کے مجموعے نے اس میں حصّہ لیا۔ مغربی جرمنی، ہالینڈ اور پاکستان سے کھیلتے ہوئے پہلا مقام حاصل کیا۔ مغربی جرمنی سے پہلا میچ برابر ہوگیا لیکن بقیہ چھ میچوں کو جیت کر ۱۳ پوائنٹ حاصل کیے۔

تین سال بعد ایک دوسرا انٹرنیشنل ٹورنامنٹ مغربی جرمنی کے شہر

ہیمبرگ میں مئی ۱۹۶۶ء میں ہوا، جس میں دس ملکوں نے حصّہ لیا۔ ہندوستان جس نے دو سال پہلے ہی، پاکستان سے اولمپک گولڈ میڈل واپس لے لیا تھا، اب اس نے گیارہ پوائنٹ سے پہلا مقام حاصل کیا۔ ہندوستانی ٹیم نے سات میچوں میں سے چار میچ جیتے، تین برابر کیے۔ ہالینڈ اور مغربی جرمنی نے دوسرا مقام حاصل کیا۔ بلجیم نے تیسرا مقام حاصل کیا اور پاکستان چوتھے نمبر پر آیا۔

ٹھیک ایک سال بعد مئی ۱۹۶۷ء میں ہندوستان نے میڈرڈ (اسپین) میں ہونے والے انٹرنیشنل ٹورنامنٹ میں حصّہ لیا۔ اس ٹورنامنٹ میں ۹ ٹیموں نے حصّہ لیا تھا، پاکستان اس میں شامل نہیں ہوا۔ ہندوستان کا اسپین 'بی' کے مقابلے پہلا میچ برابر رہا۔ اسپین دوسرے نمبر پر آیا۔ تاجِ برطانیہ نے تیسرا مقام حاصل کیا۔

اکتوبر ۱۹۶۷ء میں لندن میں ہونے والے پری اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں ہندوستان نے ۱۲ دوسری ٹیموں کے ساتھ حصّہ لیا۔ یہ ٹورنامنٹ بہت تاریخی رہا، کیوں کہ یہ ٹورنامنٹ 'لارڈ' اور 'اوول' دُنیا کے دو مشہور کرکٹ میدانوں میں ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب ان میدانوں کو کرکٹ کے علاوہ دوسرے کھیل کے واسطے استعمال کیا گیا تھا۔ ایک ہوم ٹیم کو (۲-۳) سے جیت کر ہندوستان نے تاجِ برطانیہ کو ۰-۲ سے شکست دی۔ فرانس کو (۱-۱) سے برابر کیا اور اس سے اگلے تین میچ جیتے۔ ٹورنامنٹ کے آخری میچ میں ہندوستان نے پاکستان سے دو کے مقابلے میں صفر گول سے شکست کھائی اور دوسرے مقام پر آگیا۔ ہندوستان اور نیوزی لینڈ دونوں کے پوائنٹ کا مجموعہ سات سات بنا۔ مغربی جرمنی کا مجموعہ ۹ پوائنٹ تھا۔ پاکستان اور مشرقی جرمنی چھ چھ پوائنٹ حاصل کر کے تیسرے نمبر پر آئے۔

آخری انٹرنیشنل ٹورنامنٹ کی مہمان نوازی ایک بار پھر ہندوستان کے حصّے میں آئی، جو جنوری ۱۹۷۰ء میں بمبئی میں ہوا۔ اولمپک گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کرنے والے پاکستان اور آسٹریلیا اس ٹورنامنٹ سے غیر حاضر تھے۔ مشرقی جرمنی اور برطانیہ نے بھی اس ٹورنامنٹ میں حصّہ نہیں لیا تھا۔ اس ٹورنامنٹ میں ہندوستان کی دو ٹیموں نے حصّہ لیا تھا —— 'ڈارک بلیو' اور 'لائٹ بلیو'۔ ان ٹیموں نے سلسلہ وار لیگ کے اپنے پہلے اور دوسرے میچ مغربی جرمنی اور ہالینڈ سے کھیلے۔ سیمی فائنل میں ہندوستان کی 'ڈارک بلیو' ہالینڈ سے برابر کھیلی۔ اور مغربی جرمنی نے 'لائٹ بلیو' کو ایک گول سے شکست دی۔ ہالینڈ ٹاس کی بُنیاد پر فائنل میں داخل ہوا۔ اس لیے یہ دونوں ہندوستانی ٹیمیں تیسری پوزیشن حاصل کرنے میں لگ گئیں۔

مغربی جرمنی نے پہلا مقام حاصل کیا، ہالینڈ نے دوسرا اور ہندوستانی ٹیم 'ڈارک بلیو' کو تیسرا مقام ملا۔

دُنیا میں ہاکی کی مقبولیت بڑھنے کے ساتھ ہی ہندوستان نے بہت سی ممالکِ غیر کی ٹیموں کو اپنے مُلک میں خوش آمدید بھی کہا ہے۔ ان ٹیموں میں سے سب سے پہلی ٹیم افغانستان سے آئی تھی۔ یہی مُلک تھا جس نے ۱۹۳۴ء میں دہلی میں ہونے والے پہلے مغربی ایشیائی کھیلوں میں حصّہ لینے کے لیے ایک ٹیم بھیجی۔ ہندوستان نے یہ اکلوتا ہاکی میچ صفر کے مقابلے پانچ گولوں سے جیتا۔ اس شروعات کے ساتھ ساتھ ہندوستان نے بعد میں نیوزی لینڈ، جاپان، برطانیہ، مشرقی جرمنی، کینیا، ملائیشیا، فرانس اور ہالینڈ کی ٹیموں کی میزبانی کا شرف بھی حاصل کیا۔

قومی مُقابلے

ہاکی کے قومی مقابلے ہندوستان میں ۱۸۹۵ء سے شروع ہیں جب کلکتہ میں بیٹن کپ ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔ یہ ٹرافی ہندوستانی ہاکی کے اُمنگ بھرے جذبات کا نشان تھی۔ یہ ٹرافی کلکتہ کے نیول والینٹر اتھلیٹک کلب نے اس کے نمائشی سال میں ہی جیت لی تھی، جس نے بعد میں اپنا نام رینجرس کلب رکھا۔

بیٹن کپ ٹورنامنٹ کے ایک سال بعد ہاکی کے ایک دوسرے قومی مقابلے کا جنم بمبئی میں ہوا۔ اس ٹورنامنٹ کے لیے ٹرافی بوھرا مسلم کے مذہبی رہنما آغا خان نے رکھی، جو دُنیا کے امیر ترین آدمیوں میں سے ایک ہیں، ٹورنامنٹ میں کیشائر رجمنٹ نے تین بار لگاتار کامیاب ہوکر ۱۹۱۲ء میں یہ ٹرافی بلا شرکتِ غیر حاصل کرلی۔ اس لیے آغا خان نے ایک اُور ٹرافی پیش کی جو ابھی تک کسی ٹیم نے پورے طور پر نہیں جیتی ہے۔

گذشتہ سالوں میں کئی دوسرے قومی ٹورنامنٹ شروع ہوئے ہیں۔ یہ ٹورنامنٹ مُلک کی بہترین ٹیموں کو اپنی طرف مائل کر کے یکجا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھوپال کا عبیداللہ خان گولڈ میڈل کپ ٹورنامنٹ ہے۔ بھوپال گذشتہ دَور میں ایک شاہی ریاست تھی۔ دورِ ماضی میں اس ریاست نے ہاکی کو مُلک میں رائج کرانے کے لیے بہت اہم حصّہ لیا ہے۔ بھوپال کے مرحوم نواب، پولو کے ایک مشہور کھلاڑی اور ہاکی کے بہت بڑے مربّی و سرپرست تھے۔ ۱۹۰۹ء میں ایک ہاکی ٹورنامنٹ
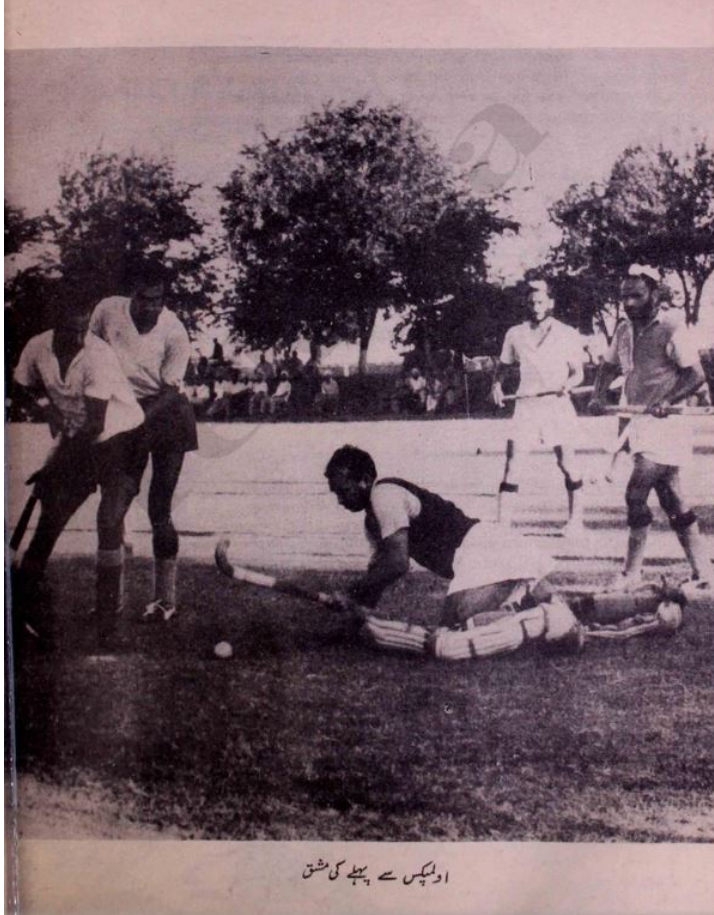
بھوپال میں دیسی ریاستوں کی چھاؤنیوں کے لیے شروع کیا۔ ۱۹۱۶ء میں ایک اَور ہاکی کے مقابلے کا آغاز آل انڈیا اقتدار سلور کپ ٹورنامنٹ کے نام سے بھوپال میں ہوا۔ یہ ٹورنامنٹ ۱۹۲۹ء تک چلا۔ عرصہ دو سال کے بعد عبید اللہ خان گولڈ کپ ٹورنامنٹ شروع ہوا، جو آج مُلک کے ممتاز ہاکی مقابلوں میں سے ایک ہے۔

ابھی حال میں دسمبر ۱۹۶۴ء میں دہلی میں ایک نئے ہاکی کے قومی مقابلے کا آغاز ہوا تھا، جس کا نام آل انڈیا جواہر لال نہرو ہاکی ٹورنامنٹ ہے۔ یہ مُلک کے ممتاز مقابلوں میں سے ہے۔ اس لیے مُلک کی بہترین ٹیموں کو اپنی طرف رجوع کرتا ہے۔

اولمپکس سے پہلے کی مشق

اگرچہ ہاکی کو برطانیہ نے ہندوستان میں روشناس کرایا تھا لیکن جب ہندوستانیوں کو اس کھیل میں اختیار ملا تو انھوں نے اس کھیل کے فنّی ضابطوں اور اصطلاحات میں انقلابات پیدا کر دیا۔ الغرض ہندوستانیوں نے اپنی پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اپنی اپنی مخصوص جگہ پر رہ کر، گیند کو غیر معمولی طور پر اپنے تابع کرکے اور ہاکی کو ہنرمندی اور تیز روی کا کھیل بناکر سلسلہ وار کئی اولمپک کھیلوں میں فوقیت اور ناموری حاصل کی۔ انھوں نے اس فخر اور عزّت کو اپنے ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ دُنیا کے کھیل کے میدان میں ہر ہندوستانی کو سربلند کیا۔

ایک دوسرا مقابلہ جو اس کھیل میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وہ کوٹہ راجستھان کا ڈی۔سی۔ایم ٹورنامنٹ ہے۔ ابتدا میں یہ ٹورنامنٹ دہلی میں ہوتا تھا لیکن بعد میں اُسے کوٹہ کے صنعتی شہر میں منتقل کر دیا گیا۔ اس منتقلی سے اس کی اہمیت میں اضافہ ہوا اور بڑی تیزی سے یہ مُلک کے ممتاز ٹورنامنٹس میں سے ایک ہوگیا ہے۔

ان قومی مقابلوں کے علاوہ کلب، یونی ورسٹی، کالج، اسکول اور ابتدائی ٹیموں کے لیے سالانہ نیشنل چیمپین شپ کے مقابلے شروع کیے گئے ہیں۔ یہ نیشنل چیمپین شپ کے مقابلے ہر سال مختلف شہروں میں ریاستی ٹیموں، ریلوے کی ٹیموں اور سروسز ٹیموں پر بھی مشتمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان مقابلوں کا آغاز ۴۳ سال پہلے ہوا تھا لیکن یہ آج بھی مُلک کے بہترین ہاکی کھلاڑیوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور فی الحقیقت قومی ٹیموں کے انتخاب کے لیے آزمائش کا باعث بنتے ہیں۔

اس سلسلے کی دوسری کتابیں

باپو (حصہ اول)	مصنفہ: ایف، سی، فریٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین
باپو (حصہ دوم)	〃 〃	〃 〃
کشمیر	〃 مالا سنگھ (تصاویر: پریمانند)	〃 خدیجہ عظیم
پرندوں کی دُنیا	〃 جمال آرا	〃 محمد شفیع الدین نیّر
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	〃 برگیڈیر گیان سنگھ	〃 محمد ذاکر
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اوّل)	〃 لیلا مجمدار	〃 رضیہ سجاد ظہیر
جنّت کی سیر اور دوسری کہانیاں	〃 لیلاوتی بھاگوت	〃 〃
رسیلی کہانیاں	〃 منوج داس	〃 صُغرا مہدی
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	〃 وشنو پربھاکر	〃 انور کمال حسینی
ہماری ریلیں	〃 جگجیت سنگھ	〃 عرش ملسیانی
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	〃 کے، سی، کھنّہ	تصاویر: کرشن کھنہ
آؤ ناٹک کھیلیں	〃 اوما آنند	مترجم: رفیعہ منظور الامین
خالہ بلّی کا خاندان	〃 منوہر داس چترویدی	〃 محمد شفیع الدین نیّر
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	〃 ایم، چوکسی و پی، ایم، جوشی	〃 رضیہ سجاد ظہیر
بہادروں کی کہانیاں	〃 راجندر اوستھی	〃 انور کمال حسینی
روہنت اور نندیہ	〃 کرشن چیتنیہ	〃 〃
سدابہار کہانیاں	〃 شانتا رنگاچاری	〃 〃
بڑا پاپانی	〃 لیلا مجمدار	〃 صالحہ عابد حسین
ایجادیں جنھوں نے دُنیا بدل ڈالی (حصہ اول)	〃 میر نجابت علی	〃 سید احسان
〃 (حصہ دوم)	〃 〃	〃 〃
مورا	〃 ملک راج آنند	〃 انور کمال حسینی
آزادی کی کہانی (حصہ دوم)	〃 سمنگل پرکاش	〃 〃

ہر کتاب کی قیمت: Rs. 1.50

یہ کتابیں ہندوستان کی سب اہم زبانوں میں مل سکتی ہیں۔